Over 185K Followers

13 TO 19 OCTOBER, 2025 ☆☆☆ ۱۳ تا ۱۹، اکتوبر ۲۰۲۵

صارفین سے سرکار تک
چیف ایڈیٹر: شیخ راشد عالم

# کنزیومر واچ

ایڈیٹر: نشید آفاقی

CONSUMER WATCH KARACHI

Government of Pakistan office of the Press Registrar Islamabad Registration No.2793

PAKISTAN AFRICA ECONOMIC COUNCIL ®

# پاکستان افریقہ اکنامک کونسل

## باہمی ترقی، تجارت اور خوشحالی کی نئی سمت

## ایکو اسمارٹ میڈیکل سٹی، صحت مند قوم، پائیدار معیشت

## ایسی ایپ جو دنیا بھر میں تمام شارکس کی لائیو لوکیشن فراہم کرتی ہے

لندن (کنزیومرواچ نیوز) ماہرین نے ایک ایسی ایپ تیار کی ہے جو دنیا بھر میں شارکس کہاں کہاں موجود ہیں، اس کی لائیو معلومات فراہم کرتی ہے۔OCEARCH ایک مشہور اور غیر منافع بخش تنظیم اور ایپ ہے جو دنیا بھر میں شارکس (اور بعض دیگر سمندری جانوروں) کی حرکات کو حقیقی وقت یا قریبی حقیقی وقت میں ٹریک کرتی ہے۔اوشیئرچ کا گلوبل شارک ٹریکر ویب میپ اور موبائل ایپ آپ کو ہر ٹیگ شدہ شارک کی تازہ ترین لوکیشن، نام، نسل اور پروفائل دکھاتی ہے، بالکل نقشے پر پوائنٹس اور حرکت کی لائنوں کے ساتھ۔اوشیئرچ مختلف اقسام کے ٹیگز استعمال کرتی ہے جیسے سیٹلائٹ ٹیگز۔ یہ ڈورسل فن پر لگائے جاتے ہیں۔ جب شارک سطح پر آتی ہے تو سیٹلائٹ کو سگنل بھیجتے ہیں، اس سے قریبی حقیقی وقت پر مقام ملتا ہے۔اس کے علاوہ پاپ-اپ سیٹلائٹ آرکائیول ٹیگز ہیں جو بہاو، درجہ حرارت اور عمق کے ڈیٹا کو تجزیہ کرکے سیٹلائٹ کے ذریعے معلومات بھیجتے ہیں۔ایکوسٹک ٹیگز اندرونی یا بیرونی طور پر لگتے ہیں جو نزدیک سمندری ریسیورز کے ذریعے مخصوص علاقے میں موجودگی ریکارڈ کرتے ہے

## امریکی محقق کا تیار کردہ میوزک جو صرف بلیوں کیلئے مخصوص

لندن (کنزیومرواچ نیوز) ماہرین نے ایک ایسی ایپ تیار کی ہے جو دنیا بھر میں شارکس کہاں کہاں موجود ہیں، اس کی لائیو معلومات فراہم کرتی ہے۔OCEARCH ایک مشہور اور غیر منافع بخش تنظیم اور ایپ ہے جو دنیا بھر میں شارکس (اور بعض دیگر سمندری جانوروں) کی حرکات کو حقیقی وقت یا قریبی حقیقی وقت میں ٹریک کرتی ہے۔اوشیئرچ کا گلوبل شارک ٹریکر ویب میپ اور موبائل ایپ آپ کو ہر ٹیگ شدہ شارک کی تازہ ترین لوکیشن، نام، نسل اور پروفائل دکھاتی ہے، بالکل نقشے پر پوائنٹس اور حرکت کی لائنوں کے ساتھ۔اوشیئرچ مختلف اقسام کے ٹیگز استعمال کرتی ہے جیسے سیٹلائٹ ٹیگز۔ یہ ڈورسل فن پر لگائے جاتے ہیں۔جب شارک سطح پر آتی ہے تو سیٹلائٹ کو سگنل بھیجتے ہیں، اس سے قریبی حقیقی وقت پر مقام ملتا ہے۔اس کے علاوہ پاپ-اپ سیٹلائٹ آرکائیول ٹیگز ہیں جو بہاو، درجہ حرارت اور عمق کے ڈیٹا کو تجزیہ کرکے سیٹلائٹ کے ذریعے معلومات بھیجتے ہیں۔ایکوسٹک ٹیگز اندرونی یا بیرونی طور پر لگتے ہیں جو نزدیک سمندری ریسیورز کے ذریعے مخصوص علاقے میں موجودگی ریکارڈ کرتے ہے

## یوٹیوب نے صارفین کی بڑی مشکل حل کردی

نیویارک (کنزیومرواچ نیوز) ویڈیو اسٹریمنگ سروس یوٹیوب نے صارفین کو ویڈیو کے آخر میں ظاہر ہونے والی ریکمنڈیشن کو بند کرنے کا فیچر جاری کردیا۔ فیچر کو استعمال کرتے ہوئے صارفین ویڈیو کی اختتامی اسکرین پر نمودار ہونے والی تجاویز کو Hide بٹن کے ذریعے چھپا سکتے ہیں۔اینڈرائیڈ ہیڈلائنز کے مطابق تجاویز کو ہٹانے والا یہ بٹن ویڈیو پلیئر کے اوپری دائیں کونے میں ظاہر ہوگا۔اگر صارفین چاہیں، تو وہی تجاویز دوبارہ Show بٹن سے دکھائی جاسکتی ہیں۔اس فیچر کا اطلاق ہر ویڈیو پر علیحدہ ہوگا یعنی تجاویز کو ہٹانے کے لیے ہر ویڈیو میں Hide کرنا ہوگا۔مزید براں، یوٹیوب نے ڈیسک ٹاپ ورژن سے کم استعمال ہونے کی وجہ سے Hover to subscribe ویڈیو اسٹریمنگ سروس یوٹیوب نے صارفین کو ویڈیو کے آخر میں ظاہر ہونے والی ریکمنڈیشن کو بند کرنے کا فیچر جاری کردیا۔ فیچر کو استعمال کرتے ہوئے صارفین ویڈیو کی اختتامی اسکرین پر نمودار ہونے والی تجاویز کو Hide بٹن کے ذریعے چھپا سکتے ہیں۔

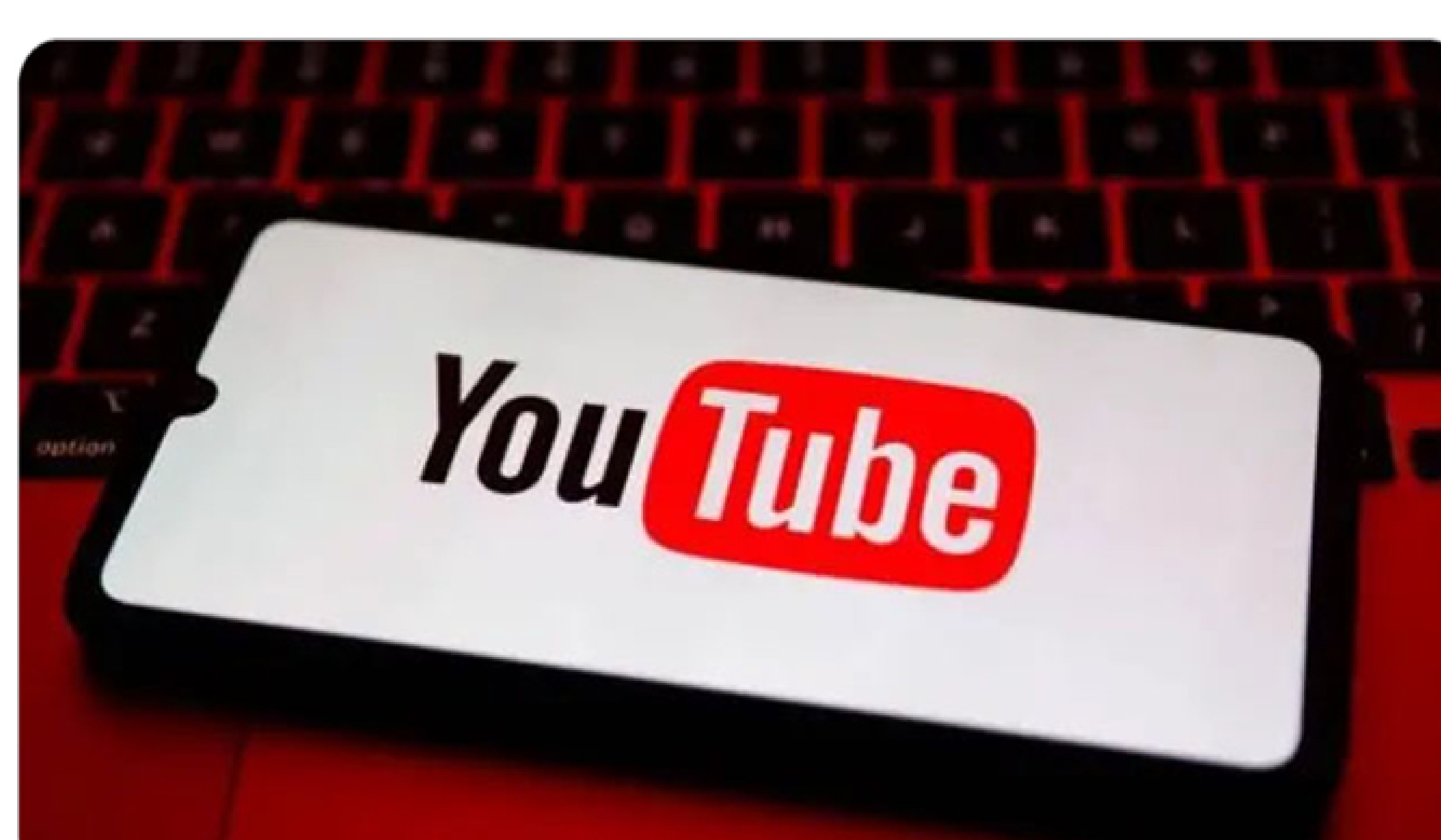

## گلوبل وارمنگ ہر شخص کو کتنا غریب کردے گی؟

لندن (کنزیومرواچ نیوز) یونیورسٹی آف کیمبرج کے سائنس دانوں نے خبردار کیا ہے کہ گلوبل وارمنگ سال 2100 تک ہر شخص کو 24 فی صد غریب کرسکتا ہے۔ محققین کے مطابق گلوبل وارمنگ کی وجہ سے ترقی یافتہ ممالک میں زندگی، غیر ترقی یافتہ ممالک جیسی ہوسکتی ہے۔ یعنی بے روزگاری کی بلند شرح، کم آمدنی، بند کاروبار اور کم تر معیارِ زندگی اس زندگی کا حصہ ہوسکتی ہے۔ یونیورسٹی آف کیمبرج کے ماہرین نے ایک بیان میں کہا کہ تحقیق میں بتایا گیا ہے کہ موسمیاتی تغیر سرد گرم، امیر اور غریب ہر ملک میں آمدنی کم ہوگی۔ انہوں نے کہا کہ موسمیاتی تغیر نہ صرف زراعت بلکہ ٹرانسپورٹ سے لے کر مینوفیکچرنگ اور ریٹیل تک کی صنعتوں کو متاثر کرے گا۔ ماہرین کا کہنا تھا کہ انسانوں کو فاسل فیول کو جلانا روکنا ہوگا۔

## اپنی جلد کھجانے پر ہمیں مزہ کیوں آتا ہے؟

ہانگ کانگ (کنزیومرواچ نیوز) اگرچہ یہ ایک عام بات ہے لیکن بہت دلچسپ پہلو ہے کہ جلد کھجانے پر ہمیں اچھا محسوس کیوں ہوتا ہے۔ دراصل اس کے پیچھے جسم کے اعصابی نظام اور دماغ کی کیمیائی سرگرمیوں کا ہاتھ ہوتا ہے۔ کھجلی کی اصل وجہ جلد کے nerve fibers ہوتے ہیں جو دماغ کو "خارش ہو رہی ہے" کا سگنل بھیجتے ہیں۔ جب ہم کھجاتے ہیں تو ہلکی سے درد جیسی کیفیت پیدا ہوتی ہے، یہ سگنل دماغ میں خارش کے سگنل کو وقتی طور پر دبا دیتا ہے۔ یوں دماغ کو لگتا ہے کہ سکون مل گیا اور دماغ میں خوشی کے کیمیکلز ریلیز ہوتے ہیں۔ تحقیق کے مطابق کھجانے سے دماغ کے سکون والے خطے متحرک ہوتے ہیں۔ اس سے ڈوپامائن اور بعض اوقات سیروٹونن ریلیز ہوتے ہیں، جو خوشی اور راحت کا احساس دلاتے ہیں۔ کھجانے سے خارش کا احساس کم ہوتا ہے اور دماغ اس تبدیلی کو "reward" سمجھ کر اچھا محسوس کرتا ہے۔ اسی لیے اکثر لوگ بے خیالی میں بھی کھجاتے رہتے ہیں جیسے تناؤ کے وقت یا جب فکرمند ہوں۔ سائنسدانوں کا خیال ہے کہ کھجانا دراصل جسم کا پرانا حفاظتی طریقہ تھا تاکہ جلد پر جمی گندگی، جراثیم یا کیڑے مکوڑوں کو ہٹایا جاسکے۔ چونکہ یہ عمل بقا کے لیے اہم تھا، دماغ نے اسے مزہ دینے والا عمل بنادیا تاکہ ہم یہ 'حرکت' بار بار کریں۔

## کیا صابن استعمال کرنے سے واقعی جراثیم ختم ہوجاتے ہیں؟

عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ صابن سے ہاتھ دھونے سے جراثیم ختم ہوجاتے ہیں لیکن کیا جراثیم صابن پر سے بھی ختم ہوجاتے ہیں؟ تو جواب ہے جی نہیں، عام بار صابن کی سطح پر بیکٹیریا اور جراثیم کچھ وقت کے لیے ہی سہی، زندہ رہ سکتے ہیں۔ خاص طور پر اگر صابن گیلا اور مسلسل استعمال میں ہو تو اس کی سطح پر مائیکروبز جمع ہوجاتے ہیں (زیادہ تر وہ جو ہماری جلد سے منتقل ہوتے ہیں)۔ تحقیق میں پایا گیا ہے کہ بیکٹیریا صابن کی بیرونی تہہ پر کچھ وقت تک زندہ رہ سکتے ہیں۔ لیکن یہ خطرناک کیوں نہیں ہوتا؟ صابن کی سطح اور الکلائن ماحول بیکٹیریا کے لیے لمبے عرصے تک سازگار نہیں ہوتا، اس لیے وہ زیادہ دیر نہیں زندہ نہیں رہ پاتے۔ جب ہم ہاتھ دھوتے ہیں تو صابن کے جھاگ اور بہتے پانی کے ساتھ جراثیم دھل کر نکل جاتے ہیں اور ان میں نے کچھ صابن پر ہی چپکے رہ جاتے ہیں۔ اگرچہ عام بار صابن استعمال کرنا عام حالات میں محفوظ سمجھا جاتا ہے لیکن اگر صابن مسلسل گیلا رہے (مثلاً ڈش میں پانی جمع ہو) تو بیکٹیریا زیادہ دیر رہ سکتے ہیں۔ اس سے بچنے کے لیے صابن کو خشک رکھنے والی ڈش میں رکھنا بہتر ہے۔ اسپتالوں یا زیادہ حساس جگہوں پر اکثر لیکویڈ صابن ڈسپنسر ترجیح دیے جاتے ہیں تاکہ انفیکشن کا خطرہ کم ہو۔

## مجلس ادارت:

● چیف ایڈیٹر: شیخ راشد عالم ● ایگزیکٹو ایڈیٹر: ڈاکٹر ہما بخاری ● ایڈیٹر: نشید آفاقی
● لیگل ایڈوائزر: ندیم شیخ ایڈووکیٹ ● ایم ڈی سیلز اینڈ مارکیٹنگ: ظفر حسین،
● ڈائریکٹر بزنس ڈیولپمنٹ: ثوبیہ شاکر علی ● پریس منیجر: شکیل احمد خان
● رپورٹنگ ٹیم: احمد حسین انصاری، نصیر الدین، جاوید احمد
محمد دانش، ارباب حسین، حسنین احمد


● رپورٹنگ ٹیم: احمد حسین انصاری، نصیر الدین، جاوید احمد
محمد دانش، ارباب حسین، حسنین احمد


دفتر کا پتہ: H41، پی ای سی ایچ ایس، بلاک 2، کراچی
فون نمبر: 021-34528802-3



13 TO 19 OCTOBER, 2025 ☆☆☆ ۱۳تا۱۹ اکتوبر ۲۰۲۵ ☆☆☆

صارفین سے سرکار تک — چیف ایڈیٹر: شیخ راشد عالم

# کنزیومر واچ

CONSUMER WATCH KARACHI

https://www.facebook.com/ Consumer-watch.com


## فرمانِ الٰہی

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے

اورلہریں ہر طرف سے ان پر (جوش مارتی ہوئی)
اور جس دن ہم تم سب کو جمع کریں گے پھر مشرکوں سے کہیں گے تم اور تمہارے شریک اپنی اپنی جگہ ٹھہرے رہو تو ہم ان میں تفرقہ ڈال دیں گے اور ان کے شریک (ان سے) کہیں گے کہ تم ہم کو نہیں پوجا کرتے تھے۔

سورۃ یونس 10 - آیت نمبر 28

## مجھے ہے حکم اذاں.................!

ملک میں ضروری اشیائے خورد و نوش کی قیمتوں میں مجموعی طور پر معمولی اضافہ ریکارڈ کیا گیا ہے۔ پاکستان بیورو برائے شماریات (پی بی ایس) کے جاری کردہ تازہ ترین اعداد و شمار کے مطابق قیمتوں کے حساس اشاریہ (ایس پی آئی) میں ہفتہ وار بنیادوں پر 0.17 فیصد اور سالانہ بنیادوں پر 4.34 فیصد اضافہ ہوا۔ اس عرصے کے دوران 21 اشیا کی قیمتیں بڑھیں، 6 کی قیمتوں میں کمی آئی جبکہ 24 اشیا کی قیمتیں مستحکم رہیں۔ رپورٹ کے مطابق 9 اکتوبر 2025ء کو ختم ہونے والے ہفتے میں صارفین کے لیے قیمتوں کا حساس اشاریہ 332.75 پوائنٹس رہا، جو گزشتہ ہفتے کے 332.17 پوائنٹس اور گزشتہ سال کے اسی عرصے میں 318.91 پوائنٹس سے زیادہ ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مجموعی طور پر مہنگائی کا رجحان برقرار ہے، تاہم اضافہ نسبتاً معمولی ہے۔ پی بی ایس کے اعداد و شمار کے مطابق جن اشیائے خورد و نوش کی قیمتوں میں کمی دیکھی گئی ان میں ٹماٹر کی قیمت میں سب سے زیادہ 11.34 فیصد کمی شامل ہے۔ اس کے علاوہ کیلا 1.29 فیصد، آلو 0.93 فیصد، دال چنا 0.35 فیصد، اور سرسوں کے تیل کی قیمت میں 0.07 فیصد کمی ریکارڈ کی گئی۔

دوسری جانب کئی روزمرہ استعمال کی اشیا مہنگی ہوئیں۔ ان میں چکن کی قیمت میں 8.92 فیصد، پیاز میں 7.47 فیصد، آٹے میں 5.74 فیصد، انڈوں میں 2.25 فیصد، گڑ میں 1.70 فیصد، لہسن اور ایک کلو بناسپتی گھی میں 0.86 فیصد، اڑھائی کلو بناسپتی گھی میں 0.59 فیصد، جلانے کی لکڑی میں 0.50 فیصد، اور واشنگ سوپ میں 0.23 فیصد اضافہ ہوا۔ رپورٹ کے مطابق مختلف آمدنی والے گروپوں پر اس مہنگائی کا اثر مختلف رہا۔ 17,732 روپے ماہانہ آمدنی رکھنے والے کم آمدنی والے طبقے کے لیے قیمتوں کے حساس اشاریہ میں 0.14 فیصد کمی ریکارڈ کی گئی، یعنی ان کے لیے مہنگائی میں معمولی ریلیف دیکھنے میں آیا۔ اس کے برعکس 17,733 سے 22,888 روپے ماہانہ آمدنی والے گروپ کے لیے اشاریہ میں 0.17 فیصد اضافہ ہوا۔ اسی طرح 22,889 سے 29,517 روپے، 29,518 سے 44,175 روپے، اور اس سے زیادہ آمدنی والے گروپوں کے لیے بالترتیب 0.18 فیصد، 0.20 فیصد اور 0.16 فیصد اضافہ نوٹ کیا گیا۔ اقتصادی ماہرین کا کہنا ہے کہ اگرچہ حالیہ ہفتے میں مہنگائی کی شرح میں اضافہ نسبتاً معمولی ہے، لیکن سالانہ بنیادوں پر 4 فیصد سے زائد کا اضافہ اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ عام شہریوں کی قوتِ خرید پر دباؤ برقرار ہے۔ بالخصوص خوراک اور روزمرہ استعمال کی اشیا میں قیمتوں میں اتار چڑھاؤ متوسط اور نچلے طبقے کے لیے تشویش کا باعث ہے۔

خیر اندیش
شیخ راشد عالم
چیف ایڈیٹر کنزیومر واچ

## Top Stories — ٹاپ اسٹوریز

### پاکستان افریقہ اکنامک کونسل باہمی ترقی، تجارت اور خوشحالی کی نئی سمت

PAGE 04

### چین کا نیشنل ڈے اور گولڈن ویک کے رنگ

PAGE 10

### ایکو اسمارٹ میڈیکل سٹی صحت مند قوم، پائیدار معیشت

PAGE 06

### موسمِ خزاں میں کنیکٹیکٹ سے ماؤنٹ واشنگٹن تک کا ایک سفر۔۔۔

PAGE 12

### پی پی اور ن لیگ میں پھڈا اصل وجوہات کیا ہیں؟

PAGE 08

### پاکستان اور دنیا بھر میں سونے کی بلند قیمتیں، کیا کمی ممکن ہے؟

PAGE 14


چیف ایڈیٹر و پبلشر شیخ راشد عالم نے فیئر پرنٹنگ پریس راجہ کوثر بلڈنگ، برنس روڈ سے چھپوا کر H-41، پی ای سی ایچ ایس، بلاک 2 کراچی سے شائع کیا

Over 185K Followers on social media now shining in print too

# پاکستان افریقہ اکنامک کونسل

## باہمی ترقی، تجارت اور خوشحالی کی نئی سمت

### پاکستان اور افریقہ باہمی تعاون سے تجارت، سرمایہ کاری اور انسانی وسائل کی ترقی میں نئے سنگ میل طے کر سکتے ہیں

### پاکستان کی صنعتی مہارت اور افریقہ کے قدرتی ذخائر مل کر عالمی معیشت میں طاقت کا نیا توازن پیدا کریں گے

### تجارت کو 15 بلین ڈالر تک بڑھانا، تعلیم و ٹیکنالوجی میں اشتراک، اور ایک لاکھ روزگار کے مواقع پیدا کرنا اہم اہداف ہیں

### افریقہ کے ساتھ مضبوط تعلقات پاکستان کے سفارتی اثر و رسوخ اور اقتصادی استحکام کو نئی بلندیوں تک لے جا سکتے ہیں

نشید آفاقی

پاکستان اور براعظم افریقہ کے درمیان بڑھتی ہوئی اقتصادی شراکت داری کے وژن کے تحت پاکستان افریقہ اکنامک کونسل (PAEC) قائم کی گئی ہے یہ ایک غیر منافع بخش تنظیم ہے جو پاکستان اور افریقہ کے درمیان پائیدار تجارتی، صنعتی، تعلیمی، تکنیکی اور ثقافتی تعلقات کو فروغ دینے کے لیے کام کرے گی، پاکستان افریقہ اکنامک کونسل (PAEC) صرف تجارت ہی نہیں عالمی طاقت کے نئے توازن کا پیش خیمہ بھی ثابت ہوسکتی ہے۔

24 کروڑ آبادی والا ملک پاکستان اور 1.4 ارب آبادی والا براعظم افریقہ وسائل، صلاحیت اور امکانات سے بھرپور ہے۔ اگر پاکستان اور افریقہ ترقی کے سفر میں ایک دوسرے کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر چلیں تو عالمی معیشت میں ایک نیا باب رقم ہوسکتا ہے۔

PAEC کا وژن اور مشن
ٹیکنالوجی، ترقی، باہمی احترام اور مشترکہ خوشحالی کے ذریعے پاکستان اور افریقہ کو بااختیار بنانا
کونسل کا مقصد صرف تجارتی حجم بڑھانا نہیں بلکہ پائیدار ترقی اور انسانی وسائل کی بہتری کے لیے ایسا ماڈل تیار کرنا ہے جو دونوں خطوں کو طویل المدتی کامیابی دے۔
پاکستان کے پاس مضبوط مینوفیکچرنگ سیکٹر، زراعت میں مہارت اور ٹیکنالوجی کی بنیاد ہے، جبکہ افریقہ کے پاس بے پناہ قدرتی وسائل، تیزی سے ابھرتی ہوئی منڈیاں اور کروڑوں صارفین پر مشتمل ایک معاشی قوت موجود ہے۔ یہ دونوں خطے مل کر ترقی کا ایک نیا انجن بنا سکتے ہیں۔

PAEC نے درج ذیل اہداف مقرر کیے ہیں
تجارتی حجم کو موجودہ سطح سے بڑھا کر 15 بلین ڈالر تک لے جانا
سرمایہ کاری میں اضافہ کرتے ہوئے 2030 تک افریقی مارکیٹوں میں دو ارب ڈالر کی پاکستانی سرمایہ کاری کا ہدف
تعلیم، ٹیکنالوجی، اور سفارت کاری کے شعبوں میں طویل المدتی تعاون
دونوں خطوں کو بااختیار بنانا تاکہ ترقی اور

Over 185K Followers on social media now shining in print too

خوشحالی کی دوڑ میں شراکت دار بن سکیں

50 ہزار سے زائد طلبا کو پروفیشنل ٹریننگ دی جائے گی تاکہ وہ خود کو مستقبل کے چیلنجز کے لئے تیار کر سکیں

ایک لاکھ سے زائد ملازمتوں کے مواقع پیدا کئے جائیں گے

PAEC کے قیام سے پیش رفت

پاکستان، افریقہ اکنامک کونسل کے قیام سے متعدد افریقی ممالک میں نئی سرمایہ کاری کے دروازے کھلیں گے

پاکستانی مصنوعات خصوصاً فارماسیوٹیکل، ٹیکسٹائل، فوڈ پروسیسنگ اور انجینئرنگ مصنوعات افریقی مارکیٹس میں تیزی سے مقبول ہو سکتی ہیں۔

مستقبل قریب میں ای کامرس اور آئی ٹی پارٹنرشپ قائم ہوں گی۔

عالمی تناظر میں موقع

دنیا میں تیزی سے ترقی کے نئے مراکز ابھر رہے ہیں افریقہ اور جنوبی ایشیا ان میں نمایاں ہیں چین،

بھارت اور یورپی ممالک پہلے ہی افریقہ میں سرگرم ہیں لہٰذا پاکستان کے لیے یہ لمحہ نہایت اہم ہے اگر ہم نے بروقت قدم اٹھایا تو یہ تعلقات ہمارے لیے نہ صرف اقتصادی استحکام بلکہ سفارتی اثر و رسوخ میں بھی اضافہ کریں گے۔

پاکستان افریقہ اکنامک کونسل صرف ایک تنظیم نہیں بلکہ ایک تحریک ہے

ایک ایسی تحریک جو پاکستان اور افریقہ کے خوابوں، وسائل، اور صلاحیتوں کو ایک ساتھ استعمال کرکے مشترکہ خوشحالی کا سفر شروع کر سکتی ہے۔

یہ شراکت داری ہمارے نوجوانوں کے لیے نئے مواقع اور نئی امیدیں پیدا کرے گی

یہ صرف آغاز ہے ایک ایسے سفر کا جو آنے والے وقت میں عالمی معاشی نقشہ بدل دے گا۔

# ایکواسمارٹ میڈیکل سٹی، صحت مند قوم، پائیدار معیشت

کنزیومر واچ رپورٹ

دنیا کی رفتار تیز ہو چکی ہے۔ نہ صرف ٹیکنالوجی نے زندگی کے ہر شعبے کو بدل ڈالا ہے بلکہ ماحول، انسان اور معیشت کے باہمی تعلق کو بھی نئے معنی دے دیے ہیں۔

ایسے میں پاکستان کے لیے "ایکو اسمارٹ لائف اسٹائل" جیسے منصوبے اُمید کی وہ کرن ہیں جو پائیدار ترقی اور عالمی سطح پر ایک مثبت شناخت کی نوید دیتے ہیں۔

یہ منصوبہ اقوامِ متحدہ کے پائیدار ترقیاتی اہداف کے عین مطابق ہے، جہاں صحت، تعلیم، فلاح، بحالی اور سیاحت کو ایک جامع نظام کے تحت ہم آہنگ کیا جا رہا ہے۔

**شفا، سکون اور خوشحالی، ایک ہی چھت تلے**

"ایکو اسمارٹ میڈیکل سٹی" کا نظریہ بظاہر سادہ مگر معنویت میں انقلابی ہے

یہ وہ جگہ ہے جہاں مریض صرف علاج نہیں کرواتے، بلکہ فطرت کے دامن میں سکونِ دل اور توازنِ جسم پاتے ہیں۔

اسپتالوں، ویلنیس سینٹرز، ہربل کلینکس اور سیرگاہی باغات کا حسین امتزاج یہاں ایک ایسا ماحول تخلیق کرتا ہے جہاں فطرت بذاتِ خود معالج بن جاتی ہے۔

**تعلیم اور تحقیق، علم کی نئی بستی**

ایکو اسمارٹ ایجوکیشن بلاک پاکستان میں عالمی معیار کی تعلیم کا نیا باب کھولنے جا رہا ہے۔

بین الاقوامی جامعات کے اشتراک، ڈوئل ڈگری پروگرامز، جدید ریسرچ لیبارٹریز اور انڈسٹری الائنڈ اکیڈمیز کے ذریعے یہ منصوبہ نوجوانوں کو علم، ہنر اور اختراع کی راہوں پر گامزن کرے گا۔

یہ ''نالج ویلیج'' جنوبی ایشیا، مشرقِ وسطیٰ اور افریقہ کے لیے علم و تحقیق کا علاقائی مرکز بننے کی بھرپور صلاحیت رکھتا ہے۔

**بحالی، تندرستی اور فطرت کی رفاقت**

ری ہیبلیٹیشن بلاک میں ہائیڈرو تھراپی، فاریسٹ باتھنگ، سنسری گارڈنز اور ایڈونچر تھراپی جیسے جدید و قدرتی طریقہ علاج کو فروغ دیا جا رہا ہے۔

ملک میں صحت، تعلیم اور فطرت کا نیا دور، فطرت کے ساتھ ترقی، عالمی معیار کا ماڈل برائے پائیدار زندگی اور میڈیکل ٹورازم

ایکو اسمارٹ میڈیکل سٹی میں فطرت، ٹیکنالوجی اور علاج کا امتزاج، جہاں صحت مند زندگی ایک نیا تصور بنتی ہے

ایجوکیشن بلاک عالمی جامعات کے اشتراک سے جدید تحقیق، ہنر مندی اور نالج اکانومی کے فروغ میں اہم کردار ادا کرے گا

ری ہیبلیٹیشن بلاک میں ہائیڈرو تھراپی، جنگلاتی علاج اور کمیونٹی فارمنگ کے ذریعے ذہنی و جسمانی سکون فراہم کیا جائے گا

واٹر تھیم پارک، یوگا زونز اور ویلنیس بولیوارڈ سیاحتی کشش کے ساتھ پاکستان میں ویلنیس ٹورازم کا نیا باب کھولیں گے

یہ منصوبہ غیر ملکی سرمایہ کاری، روزگار کے مواقع اور ماحولیاتی تحفظ کے ذریعے معیشت کو نئی قوت بخشتا ہے

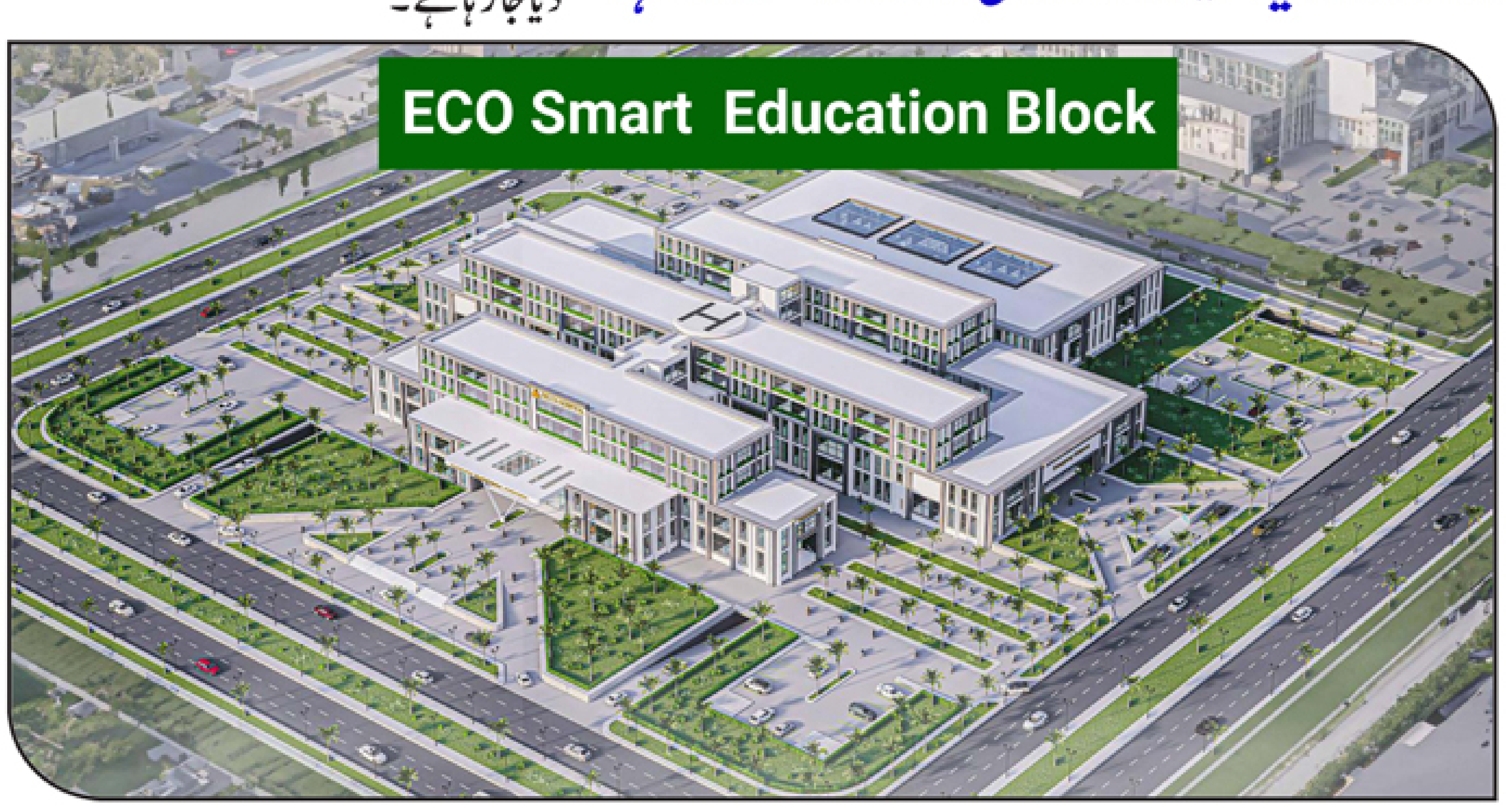

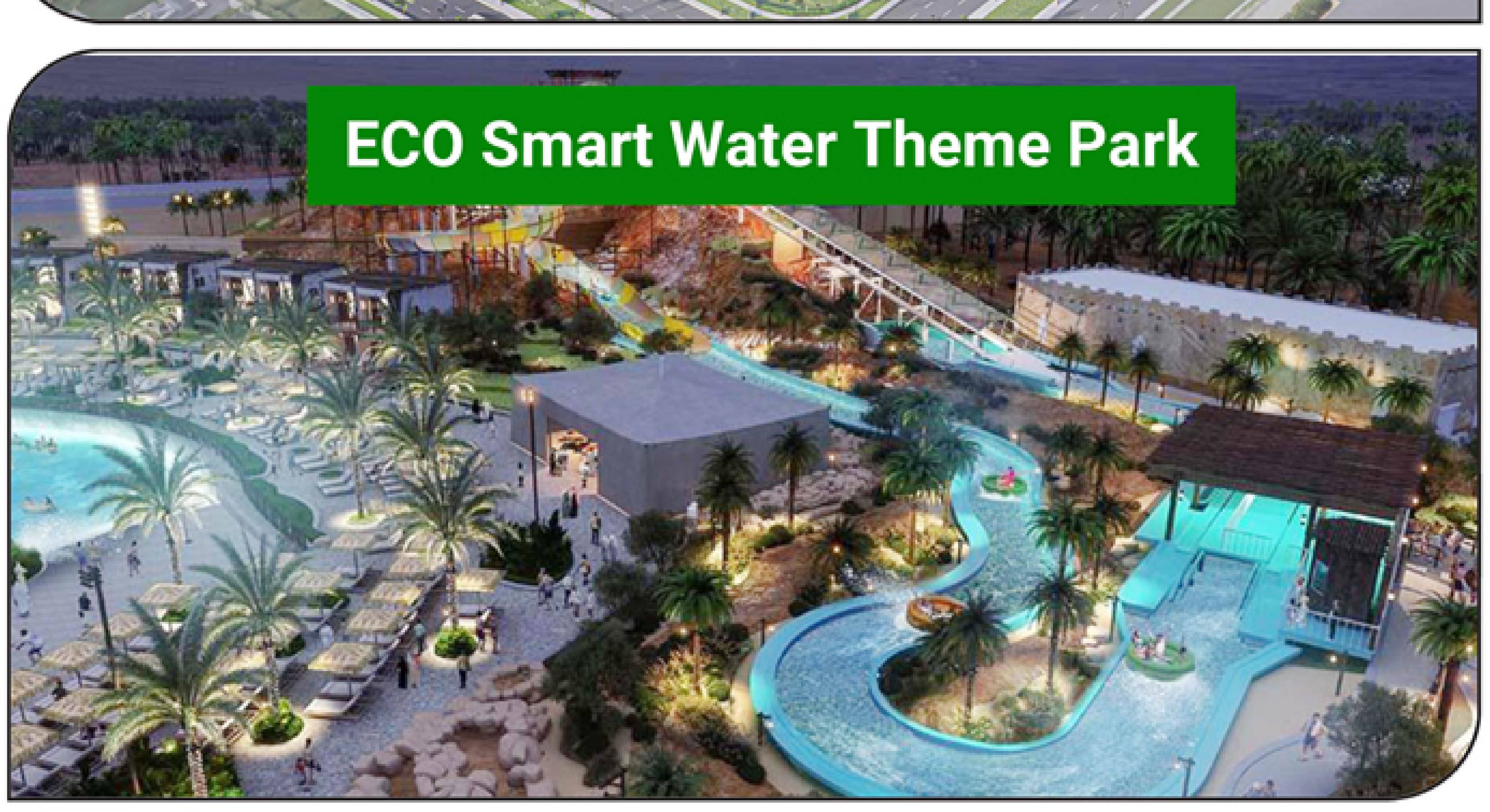

## Over 185K Followers on social media now shining in print too

یہ محض علاج نہیں، بلکہ روح اور جسم کی ہم آہنگی کا سفر ہے۔

کمیونٹی فارمنگ اور گارڈننگ کے ذریعے رہائشی افراد فطرت کے قریب آتے ہیں، یوں ایک صحت مند، پُرسکون اور پائیدار معاشرہ تشکیل پاتا ہے۔

**تفریح اور توازن، زندگی کی تازگی**

ایکو اسمارٹ ریکریشن بلاک میں یوگا ڈیکس، میڈیٹیشن پاویلینز، ویلنیس بولیوارڈز اور ویجیٹیرین کیفے جیسے منفرد تصورات شامل ہیں۔

یہ مقام صرف رہائش نہیں، بلکہ ایک ایسا طرزِ زندگی ہے جو جسم، روح اور سماج تینوں کو توازن عطا کرتا ہے۔

**نیلا پانی، سبز فضا، سیاحت کا نیا جہان**

ایکو اسمارٹ واٹر تھیم پارک پاکستان میں ایک نئی سوچ کی علامت ہے۔

یہاں ہائیڈرو تھراپی پولز، فلوٹ تھراپی، زپ لائن اور گلاس برج جیسے عالمی معیار کے تجربات میسر ہوں گے۔

یہ منصوبہ میڈیکل اور ویلنیس ٹورازم کے میدان میں پاکستان کو ایک نمایاں مقام دلانے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

**معیشت اور سماج، ترقی کا نیا توازن**

ایکو اسمارٹ لائف اسٹائل نہ صرف صحت و ماحول کے شعبوں میں انقلاب لائے گا بلکہ قومی معیشت کے پہیے کو بھی نئی قوت دے گا۔

یہ منصوبہ:

غیر ملکی سرمایہ کاری کو فروغ دے گا،

طبی و تحقیقی روزگار کے نئے در وا کرے گا،

اور پاکستان کو گلوبل ویلنیس و میڈیکل ٹورازم کا مرکز بنائے گا۔

جیسا کہ اس کا نعرہ ہے:

"Empowering people,
Healing Economy

یہ محض ایک منصوبہ نہیں، بلکہ انسان، فطرت اور معیشت کی ہم آہنگی کا استعارہ ہے۔

"ایکو اسمارٹ لائف اسٹائل" پاکستان کے لیے ایک نئے دور کا آغاز ہے

جہاں علاج فطرت کی آغوش میں ہے، تعلیم تحقیق سے جڑی ہے،

اور ترقی ماحول دوست بنیادوں پر استوار ہے۔

**یہی ہے ترقی کا نیا ماڈل**

فطرت کے ساتھ، آپ کے لیے

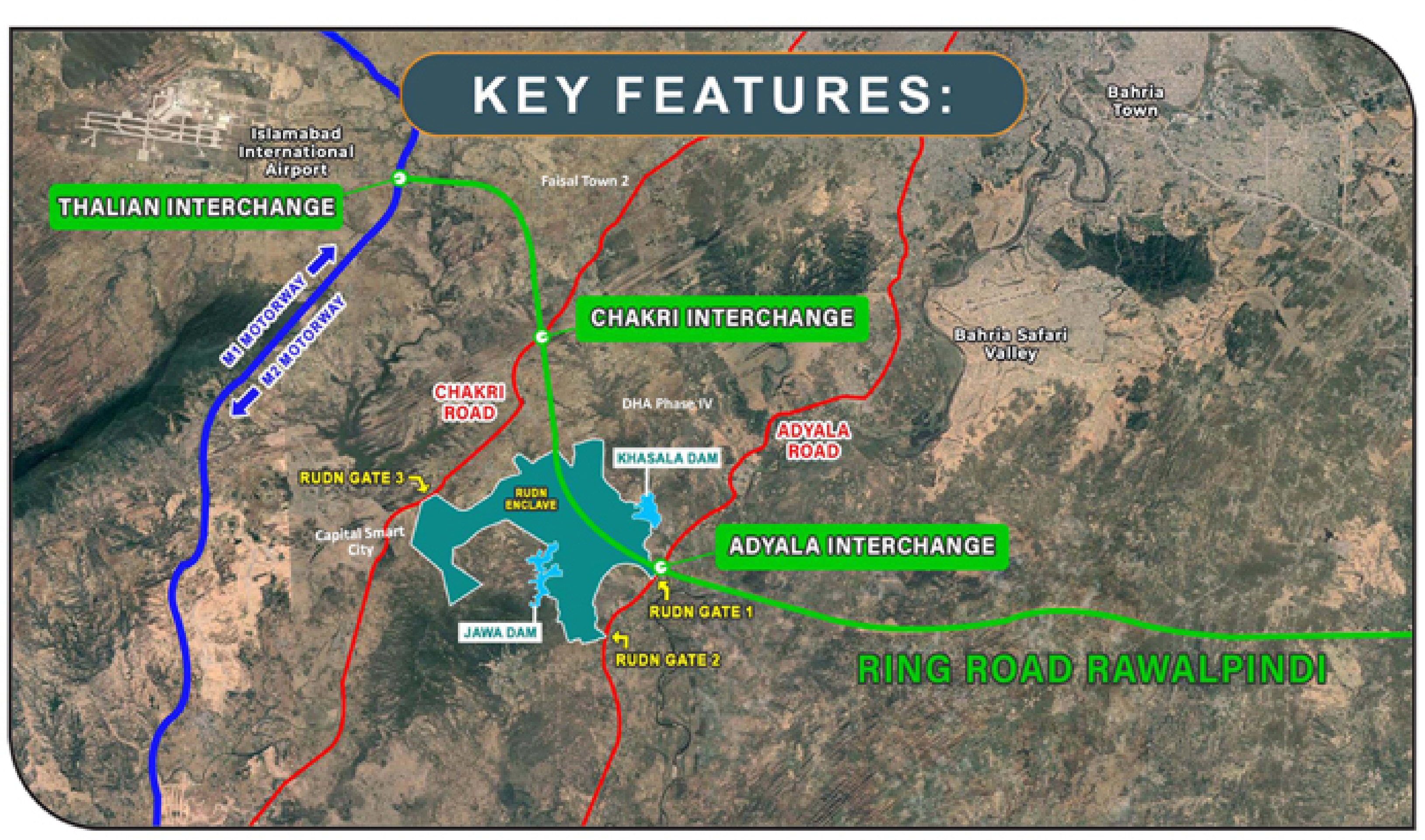


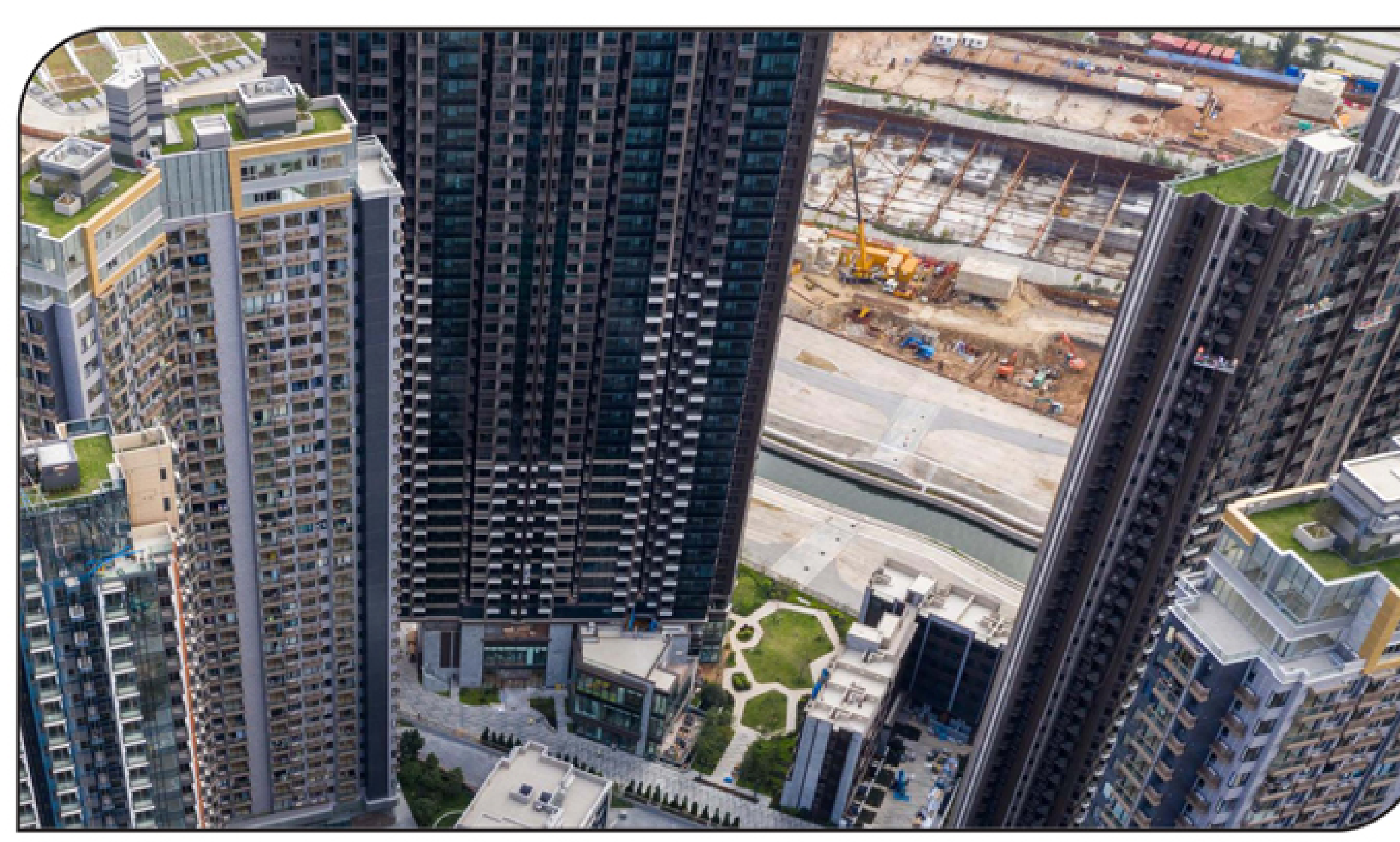

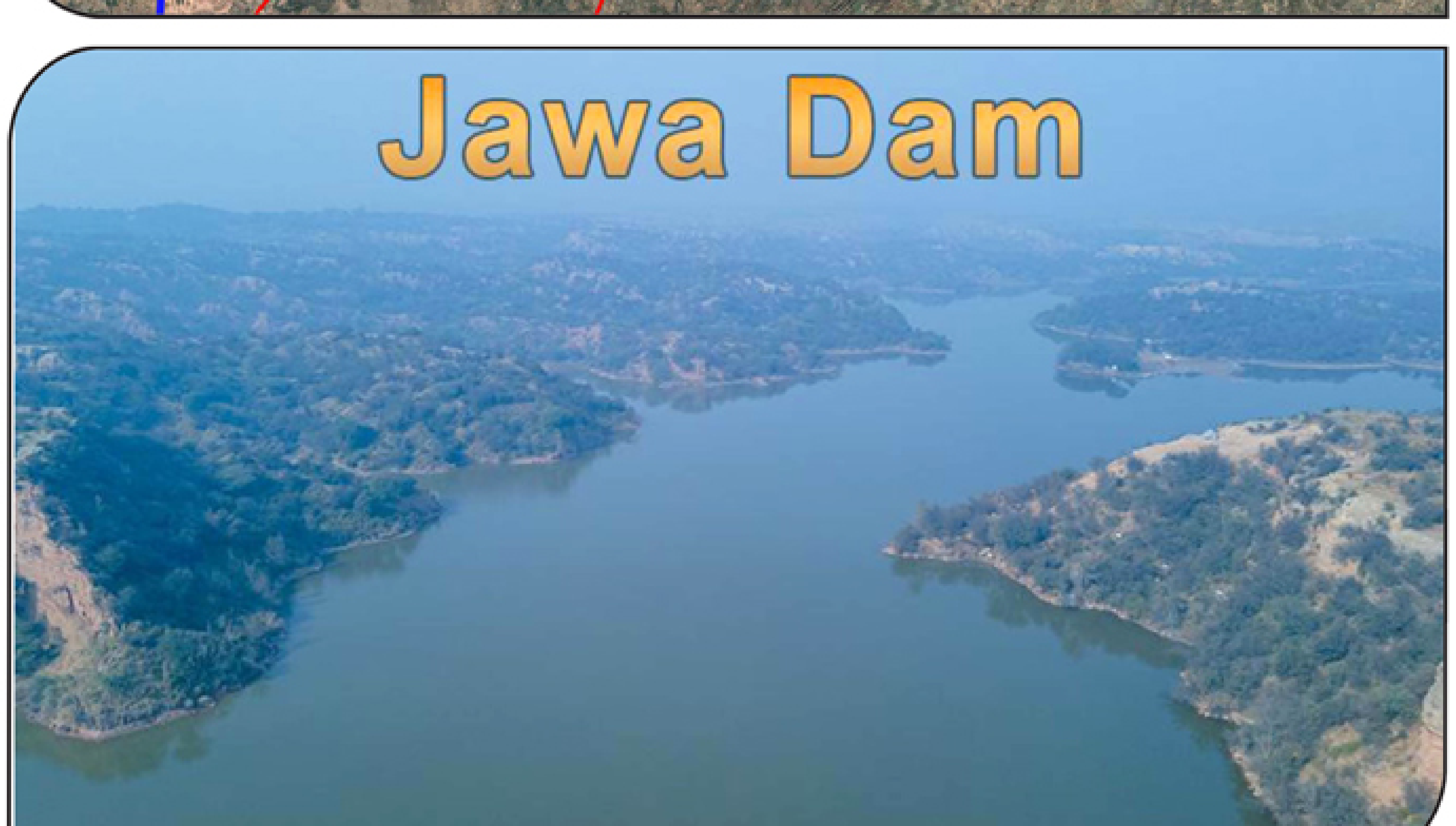


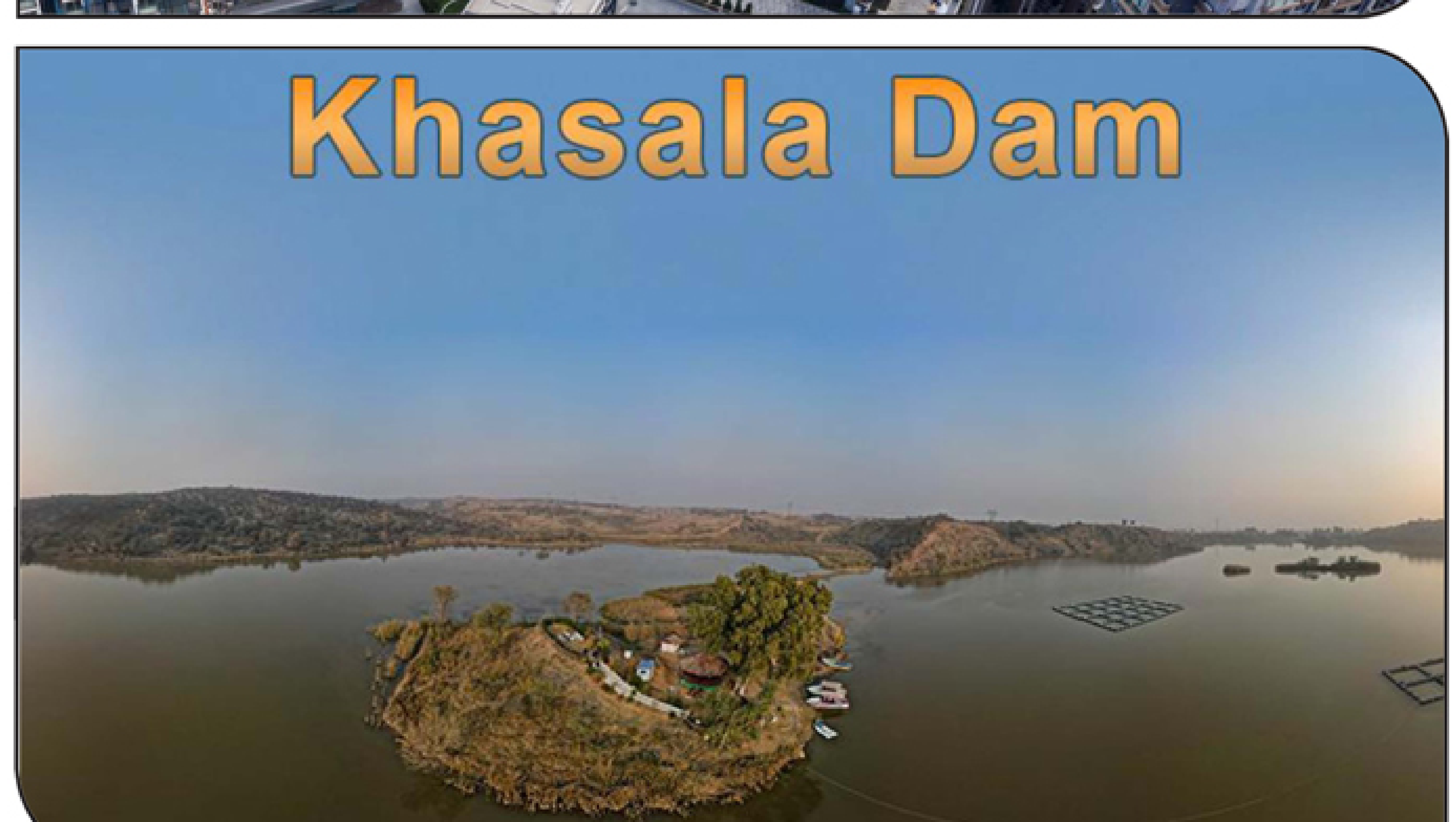

# پی پی اور ن لیگ میں پھڈا، اصل وجوہات کیا ہیں؟


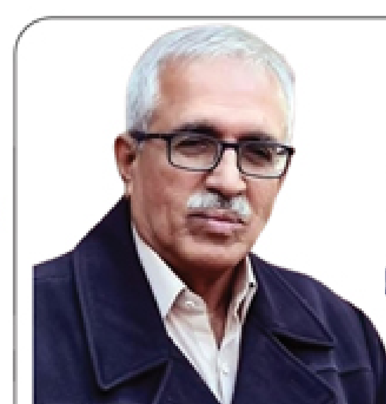
وقت کی صدا
آغا خالد


یہ ایک قیمتی سوال ہے جس کا جواب جاننے کے لیے قوم پریشان ہے کہ اچانک محبتوں کے پیالے میں زہر کس نے گھول دیا جبکہ ہمارے ملک کے مقبول دانشوران اس سلسلہ میں اپنی معلومات کے مطابق گھوڑے دوڑا رہے ہیں اور کئی وجوہات بیان کی جارہی ہیں ممکنات کی حد تک ان میں صداقت بھی ہوسکتی ہے مگر میری ناقص معلومات کے مطابق یہ ایک روز کی کہانی نہیں نہ ہی محترمہ مریم نواز کی کسی ایک تقریر کا نتیجہ ہے دونوں طرف لاوا خاصے دنوں سے پک رہا تھا گرنیٹ کی پن کھینچنے کا سہرا محترمہ کے سر بندھا۔

درحقیقت یہ دوطرفہ شکایات کا جوالا مکھی ہے،

پہلے ہم پی پی کے ذرائع سے ملنے والی شکایات پر بات کر لیتے ہیں ان کا کہنا ہے کہ خان حکومت کے خلاف کامیاب تحریک عدم اعتماد کا سو فیصد سہرا سیاست کے بادشاہ صدر مملکت آصف زرداری کے سر ہے جبکہ اس وقت ن لیگ کے قائد نواز شریف تحریک عدم اعتماد کے حق میں نہ تھے ان کا خیال تھا کہ خان کی تیزی سے گرتی ہوئی مقبولیت اور ان کی بدترین حکومتی کارکردگی کے سبب اب عوام کی مایوسی انتہا پر ہے اسے مزید ڈیڑھ سال دیدیا جائے تو وہ ہمیشہ کے لیے گمنامی کے اندھیروں میں کھو جائے گا مبینہ طور پر نواز شریف کا کہنا تھا کہ ڈوبتی ملکی معیشت کو یہ سنبھالا نہیں دے سکتے اس لیے اگلے ڈیڑھ سال میں مہنگائی کا جو طوفان اٹھے گا اور ملک دیوالیہ کے قریب پہنچ جائے گا تو انتخابات کا بگل بجے گا اور خان کی چھٹی ہو جائے گی مگر زرداری صاحب کا موقف برعکس تھا وہ کہ رہے تھے کہ خان جنرل فیض حمید کو چیف بنوائے گا اس کے کاندھوں پر سوار ہوکر بری کارکردگی کے باوجود جھرلو پھیرے گا اور اگلا الیکشن جیت جائے گا اور پھر ہمیں مزید 5 سال ان دونوں کو بھگتنا ہوگا اس لیے اس موقع کو ضائع نہیں کرنا چاہیے تاہم نواز شریف ان کے موقف کو ماننے کو تیار نہ تھے ایک تو ان کا خیال تھا کہ خان روائتی سیاستدان نہیں وہ ضدی اور ہٹ دھرم ہے جبکہ جنرل فیض حمید بھی کم نہیں ابھی تو وہ چیف بننے کے لیے خان کے ناز اٹھا رہا ہے مگر جنات کی چھڑی ہاتھ میں آجانے اور فیصلہ کن قوت مل جانے پر اپنے اصل پر پرزے نکالے گا تو جو خان باجوا جیسے ٹھنڈے مزاج کے ساتھ نبھاہ نہ کرسکا وہ فیض سے چند ماہ میں ہی الجھ بیٹھے گا اور وہ پنجہ آزمائی ہوگی کہ الامان والحفیظ،

ان مذاکرات کے دوران نواز شریف لندن میں قیام پذیر تھے اور ڈاکیے کا کردار شہباز شریف ادا کر رہے تھے جو بظاہر اپنے بڑے بھائی کے اقتدار کی راہ ہموار کر رہے تھے اور انہیں چوتھی مرتبہ وزیر اعظم بنانے کے گیت گا رہے تھے مگر اندر سے وہ بھائی کی بجائے زرداری صاحب کے موقف کے حامی تھے اس کی بڑی وجہ زرداری صاحب کی ترپ کا وہ پتہ تھا جو وہ شہباز شریف کو اپنا ہمنوا بنانے کے لیے انہیں وزیر اعظم بنانے کی پیش کش کرکے کھیل چکے تھے، یوں انہوں نے من پسند نتائج کی برآوری کے لیے نواز شریف کو بھی کمزور کردیا تھا، خاص کہ عزائم کے تحت شہباز نے بھی زور لگایا اور اپنے بھائی کو تحریک کی حمایت پر آمادہ کرلیا اور یوں شہباز کی شیروانی کام آہی گئی اس پر ن لیگ کا موقف ہے کہ زرداری صاحب کو بھی ڈوبتی ملکی معیشت کا اندازہ تھا وہ ذہین ترین سیاستدان ہیں انہوں نے اتنی محنت کے بعد بھی اپنے بیٹے پر شہباز کو ترجیح اس لیے دی کہ پی ٹی آئی کی طرح ان کا بھی یہی خیال تھا کہ اگلے چند ماہ میں ملک دیوالیہ ہو جائے گا مہنگائی اور بے روزگاری کا طوفان برپا ہوگا لوگ سڑکوں پر نکل آئیں گے جس پر اسٹبلشمنٹ بھی مشکل میں آجائے گی تو ایسے میں وہ رابطہ کار کا کردار ادا کرکے پی ٹی آئی اور اسٹبلشمنٹ کی مدد کرکے دونوں کی ہمدردیاں حاصل کرلیں گے جبکہ ن لیگ عوامی غیض وغضب کا شکار ہوجائے گی اور پھر انتخابات کے بعد بلاول کے لیے وزارت عظمی یا پھر پی ٹی آئی کی مدد سے کوئی بہتر منصب آسانی سے حاصل کیا جاسکے گا کیونکہ ان کے مبینہ خیال کے مطابق اسٹبلشمنٹ پی ٹی آئی کو اب کسی صورت اقتدار تک نہیں پہنچنے دے گی مگر ہوا اس کے برعکس پھر جونہی انتخابات کا بگل بجا اور ن لیگ کی جانب سے نواز شریف کو چوتھی بار وزارت عظمی' تک پہنچانے کے دعوے کیے جانے لگے تو زرداری صاحب نے اپنی ترکش سے ایک اور تیر نکالا، یہ یاد ہوگا کہ جنرل باجوا نے ریٹائرمنٹ سے چند ہفتے قبل بہت سے کور کمانڈرز کے تبادلے اور تقرریاں کی تھیں جو ایک غیر اخلاقی فعل تھا دراصل وہ فیض کی ناکامی سے مایوس ہوکر ایک منظم سازش کے تحت موجودہ چیف کی راہ میں کانٹے بچھا گئے ان کے لگائے زیادہ تر کور کمانڈرز کی وفاداریاں فیض کے کھاتہ میں تھیں اور ہماری فوج میں کور کمانڈر بہت طاقت ور افسر ہوتا ہے جس کی ماتحتی میں لاکھوں مسلح فوجی اور جدید اسلحہ کا بڑا ذخیرہ ہوتا ہے ان افسران کی اکثریت کے نزدیک نواز شریف کی شخصیت سخت ناپسندیدہ تھی بقول ن لیگ کے اس کا فائدہ اٹھاتے ہوئے بلاول بھٹو نے ان کے ایما پر اپنی انتخابی مہم کا آغاز ہی ن لیگ پر تنقید کے تیر برساتے ہوئے کیا خاص طور پر کئی ایک جلسوں میں مبینہ بلاول کی پشت پر ڈوریاں ہلانے والوں کو خوش کرنے کے لیے انہوں نے دعوی کیا کہ وہ نواز شریف کو کسی صورت چوتھی بار وزیر اعظم نہیں بننے دیں گے یہ سب کچھ نواز شریف کی وہ بیٹی سن اور برداشت کر رہی تھی جو اپنے والد کو بچانے کے لیے خم ٹھوک کر میدان سیاست میں کودی تھی اور والد کو رہا کروانے کے لیے گرفتاریاں جیلوں کی سختیاں برداشت کرچکی تھی انتخابات کے بعد ن لیگ پی پی اور تیسرے طاقت ور فریق کے درمیان اقتدار کی بندر بانٹ کا جو فارمولہ طے پایا اس میں ن لیگ اور پی پی کو ڈھائی ڈھائی سال کا اقتدار ملنا تھا، پہلی باری طاقت وروں کی خواہش پر شہباز کے حصہ میں آئی اس کی ایک وجہ یہ بھی بتائی جاتی ہے کہ اسٹبلشمنٹ ملک کے دونوں بڑے عہدے باپ بیٹے کو دینے پر تذبذب کا شکار تھی، ایک اور ذریعے کا کہنا ہے کہ آصف زرداری جیسا گھاگ

> بلاول اپنے والد کے تجربات سے وہ کچھ سیکھ سکتے ہیں جو دوسرے جنم تک شاید انہیں نہ مل سکے وہ تھوڑی دیر کے لیے ضرور سوچیں کہ ان کی ضد نے ان کے مستقبل اور پارٹی کو فائدہ دیا ہے یا نقصان؟ اگر وہ والد کی آراء کے سامنے دیوار چین نہ بنیں تو سب سے پہلے سندھ کے وزیر اعلی کو تبدیل کریں جسے زرداری صاحب عرصہ دراز سے تبدیل کرنا چاہتے ہیں وہ 8 سال سے اس عہدہ پر براجماں ہیں مگر وہ 8 سالوں کے 8 ترقیاتی منصوبے بھی نہیں گنوا سکتے جو پارٹی کی عزت میں اضافہ کرسکیں ان کی جگہ پارٹی میں نئے خون کو آگے لائیں

سیاستدان یہ کیسے بھول سکتا ہے کہ ان کے صدر مملکت کے منصب پر فائز ہونے کے بعد بلاول کے لیے وزارت عظمی کا حصول مزید مشکل ہو جائے گا ایک اور سوال پر اسی ذریعہ نے دعوی کیا کہ دراصل انتخابی مہم کے دوران باپ بیٹے میں پہلے سے موجود کچھ اختلافات میں شدت آگئی تھی اور ہمیشہ کی طرح بلاول بھٹو نے باپ کے نزدیک اپنی کچھ ناپسندیدہ شرائط ضد کر کے منوائیں جس پر زرداری صاحب نے غصہ میں اعلان کیا کہ صدر مملکت کے اگلے منصب کے لیے وہ خود امیدوار ہوں گے یہ اعلان اتحادیوں کے نزدیک کسی دھماکہ سے کم نہ تھا کیونکہ تحریک عدم اعتماد سے قبل ہی فریقین کے درمیان یہ طے پاچکا تھا اگلے صدر مملکت کے امیدوار مولانا فضل الرحمان ہوں گے انتخابات کے بعد بھی بننے والی حکومت میں ن لیگ کے شدید اصرار کے باوجود پی پی شراکت دار نہ بنی پی پی والوں کی وہی امیدیں کانوں میں رس گھول رہی تھیں کہ شہباز ناکام ہوں گے اور عوامی ہمدردیاں ہم سمیٹ لیں گے ن لیگ کا کہنا ہے کہ ہم سب سمجھتے ہوئے بھی خلوص دل سے پی پی کی توقعات سے زیادہ آئینی عہدے، گورنریاں، چیرمین سینٹ اس کی جھولی میں ڈالتے رہے یہاں تک کہ مولانا فضل الرحمان کے ساتھ کی گئی بد عہدی پر ان کی ناراضگی کو بھی دور کرنے کے لیے ہمیں کیا کیا جتن کرنے پڑے یہ ایک الگ

والے کہتے ہیں کہ اس موقع پر شہباز شریف کو زرداری صاحب کے احسانات یاد رکھتے ہوئے وزارت عظمی کی توسیع کو رد کر دینا چاہیے تھا دوسری طرف ن لیگ کی شکایات کی فہرست بھی خاصی طویل ہے وہ کہتے ہیں کہ وزیراعظم جب بھی صدر زرداری سے ملنے جاتے ہیں انہیں ان کے شایان شان تکریم دینے کی بجائے زرداری صاحب کی صدارتی کرسی کے برابر ایک سادہ سی کرسی پر بٹھایا جاتا ہے پھر خاصے توہین آمیز انداز میں ان کی تصاویر ایوان صدر سے جاری کی جاتی ہیں ن لیگ کے ایک اہم رہنما نے بتایا کہ کچھ عرصہ قبل وزیر اعظم کسی اہم میٹنگ یا تقریب میں شرکت کے لیے ن لیگ کی سینیر قیادت کے ساتھ ایوان صدر گئے اس تقریب کے آغاز میں ہی صدر زرداری نے اسپیکر قومی اسمبلی ایاز صادق کو اپنی برابر والی

چبانے لگتے ہیں یہ لوگ قومی اسمبلی میں محترمہ آصفہ بھٹو کی جانب سے چودھری تنویر کو ڈانٹ کر بٹھا دینے کا حوالہ بھی دیتے ہیں جس میں اسمبلی کے فلور پر بات کرنے سے چودھری تنویر کو ڈانٹ کر روک دیا تھا ان کا شکوہ اس پر بھی ہے کہ پنجاب میں محترمہ مریم نواز نے اپنے ارکان اسمبلی کو ترقیاتی فنڈز دینے سے منع کر دیا تھا بعض ارکان نے اس پر احتجاج کیا تو محترمہ نے کہا کہ آپ حلف اٹھا کر بتائیں کیا آپ اپنی کارکردگی کی بنیاد پر انتخاب جیت کر آئے ہیں تو وہ ارکان خاموش ہو گئے مگر پی پی والے مسلسل شور مچاتے اور فنڈز کے لیے دہائیاں دیتے رہے جب زیادہ شور مچا تو وزیراعظم نے معاملات میں مداخلت کرتے ہوئے اپنی طرف سے بلاول بھٹو کو ان کی صوابدید پر 10 ارب کے فنڈز دیدیے جو کہاں خرچ ہوئے۔۔۔

کامیاب خارجہ پالیسی کی دنیا بھر میں شاندار پذیرائی، یوں ہر طرف ن لیگ چھا گئی اور پی پی کا کہیں ذکر ہی نہیں امریکی صدر کے تعریفوں کے ڈونگرے برسانا پی پی کو مزید ذہنی تناؤ میں مبتلا کر گیا پھر اوپر سے محترمہ مریم کے لگاتار عوامی منصوبوں کی زبردست مقبولیت اور ہر طرف سے ان کی توصیف کے ساتھ سندھ حکومت کی کارکردگی پر مسلسل تنقید نے پی پی قیادت کو مشتعل اور جیالوں کو مایوس کر دیا ہے تو آخر یہ بم تو پھٹنا تھا ہی، مگر کروڑوں کا سوال ہے کہ اب کیا ہوگا اس پر ن لیگ والے کہتے ہیں کہ ہمارے قائدین آج بھی پی پی کو نہ صرف ساتھ رکھنے بلکہ حکومت میں شامل کرنے کے حق میں ہیں خصوصا نواز شریف اس مفاہمت کو کھونا نہیں چاہتے مگر ان کے ایک سینیر وزیر نے کہا کہ مسلسل تنقید اور سوکنوں والا رویہ

عیبوں سے دیگر سیاستدان بھی پاک نہیں تاہم بلاول اپنے والد کے تجربات سے وہ کچھ سیکھ سکتے ہیں جو دوسرے جنم تک شاید انہیں نہ مل سکے وہ تھوڑی دیر کے لیے ضرور سوچیں کہ ان کی ضد نے ان کے مستقبل اور پارٹی کو فائدہ دیا ہے یا نقصان؟ اگر وہ والد کی آراء کے سامنے دیوار چین نہ بنیں تو سب سے پہلے سندھ کے وزیر اعلی کو تبدیل کریں جسے زرداری صاحب عرصہ دراز سے تبدیل کرنا چاہتے ہیں وہ 8 سال سے اس عہدہ پر براجماں ہیں مگر وہ 8 سالوں کے 8 ترقیاتی منصوبے بھی نہیں گنوا سکتے جو پارٹی کی عزت میں اضافہ کر سکیں ان کی جگہ پارٹی میں نئے خون کو آگے لائیں آپ کے پاس شرجیل میمن اور سید ناصر حسین شاہ جیسے تجربہ کار اور ذہین وزرا موجود ہیں جن کی اب تک کی کارکردگی ہی پارٹی کا منافع ہے کابینہ میں

> آپ کے پاس شرجیل میمن اور سید ناصر حسین شاہ جیسے تجربہ کار اور ذہین وزرا موجود ہیں جن کی اب تک کی کارکردگی ہی پارٹی کا منافع ہے کابینہ میں کراچی کے 5 سے 6 وزرا شامل کریں جنہیں مکمل اختیار ہو کہ وہ شہر کا نقشہ بدل دیں شہریوں کو پی پی کے قریب لائیں اور اپنے کام سے عام آدمی کو متاثر کریں ایسے شہری افسران جن سے ناراضگی کے سبب برسوں سے انہیں کھڈے لائن لگایا ہوا ہے

داستان ہے تاہم پی پی کی شکایات اپنی جگہ خاصہ وزن رکھتی ہیں ہوا کچھ یوں کہ گزشتہ ماہ مری میں ایک بڑی بیٹھک ہوئی تھی جس میں حکومتی عہدوں تقریوں اور پالیسیوں کے متعلق اہم فیصلے کیے گئے اس بیٹھک میں ن لیگ کے قائد نواز شریف، وزیر اعظم شہباز شریف، محترمہ مریم نواز اور فیلڈ مارشل عاصم منیر شریک ہوے اس بیٹھک سے قبل اسٹبلشمنٹ کے اپنے ایک سے زائد اہم اجلاس ہوے تھے جن میں کیے گئے فیصلوں سے فیلڈ مارشل نے نواز شریف اور اجلاس کے دیگر شرکاء کو اعتماد میں لیا اور بتایا کہ ان کے ساتھی چاہتے ہیں کہ شہباز شریف ہی پانچ سال وزیراعظم رہیں فیلڈ مارشل نے بھی بلاول سے کیے گئے وعدہ کے برعکس فیصلہ پر وہی اعتراض دہرایا کہ ان کے ساتھیوں کو یہ قبول نہیں کہ باپ بیٹے کے پاس ملک کے سب سے بڑے عہدے ہوں، جبکہ پی پی

کرسی سے اٹھا کر یوسف رضا گیلانی کو اس نشست پر بٹھا دیا صدر کے اس فعل پر ن لیگ کے وزراء اور ارکان اسمبلی ششدر رہ گئے اور وہ ردعمل کے لیے اپنے قائد اور وزیر اعظم کی طرف دیکھنے لگے مگر شہباز ہمیشہ کی طرح انجان بنے رہے جیسے انہوں نے کچھ دیکھا ہی نہ ہو اس طرح ایوان صدر کی اکثر تقریبات میں ن لیگ کی سینیر قیادت کے ساتھ اس طرح کا توہین آمیز سلوک مسلسل جاری ہے ان کا شکوہ مزید یہ ہے کہ پی پی کے روز بروز آنے والے تمام مطالبات کو حکومت ترجیحی بنیادوں پر حل کرتی ہے تاہم کچھ فائلیں مشاورت کے لیے ایک ادھ روز اگر رک جائیں تو اسمبلی میں محترمہ شازیہ مری، نبیل گبول سمیت ان کے سینیر لیڈر حکومت پر چڑھ دوڑتے ہیں اور اتنی سخت تقاریر میں حکومت پر ننگی تنقید کرنے لگتے ہیں کہ پی ٹی آئی والے بھی حیرت سے دانتوں میں انگلیاں

ہنوز دلی دور است، اسی طرح یوسف رضا گیلانی اور ملتان، بہاول پور، رحیم یار خان کے پی پی رہنماؤں کے اصرار پر میرٹ کی مبینہ خلاف ورزی کرتے ہوے وزیراعظم نے سفارش کی جس وزیر اعلی نے ان کے پسندیدہ ڈپٹی کمشنرز، ڈی پی اوز اور کمشنرز تک کے افسران کی تقرریاں ان کے علاقوں میں کیں جس پر ن لیگ کے اپنے ارکان اسمبلی ناراض ہو گئے کہ انہیں تو میرٹ کہ کر ٹال دیا گیا تھا اس پر بھی پارٹی میں خاصی لے دے ہوئی ایک اور ن لیگی رہنما نے کہا کہ ہم ہمیشہ سے سنتے آئے تھے میٹھا میٹھا ہپ ہپ کڑوا کڑوا تھو تھو لیکن یہاں ہوا الٹ۔۔۔غیر جانبدار مبصرین کا کہنا ہے کہ پی پی نے وفاق اور پنجاب حکومت میں شامل نہ ہو کر بہت بڑی غلطی کی ایک تو دونوں جگہ صدر زرداری کے اندازے غلط ثابت ہوے پھر وزیر اعظم اور فیلڈ مارشل میں ہم آہنگی کے ساتھ

مزید برداشت نہیں تاہم جب ان سے سوال کیا گیا کہ اگر پی پی نے پی ٹی آئی سے ہاتھ ملا لیا اور بات عدم اعتماد تک جا پہنچی تو کیا ہوگا اس پر انہوں نے کہا کہ پی پی خوابوں کی دنیا سے نکل آئے ن لیگ کے پاس دو تہائی اکثریت موجود ہے کسی بھی قانون سازی کے لیے وہ پی پی کے محتاج نہیں اس نے بڑے اعتماد سے کہا کہ پی ٹی آئی کے 15 سے 20 ارکان اسمبلی اور 5 سینٹر حکومت سے رابطہ میں ہیں اور انہیں ترقیاتی فنڈز بھی جاری کیے جا رہے ہیں وہ قانون سازی میں ہمارے ساتھ ہوں گے؟ یہاں بلاول بھٹو کے لیے مفت مشورہ ہے کہ وہ اپنی ضدی طبیعت کو تبدیل کریں ملکی سیاستدانوں کی موجودہ کھیپ میں ان کے والد سے زیادہ ذہین نہیں صدر مملکت کی ذات میں ناسا کی دوربین سے خامیاں ڈھونڈنے نکلیں تو سوائے سسٹم کی لعنت سے ان پر کوئی انگلی نہیں اٹھا سکتا مگر ایسے

کراچی کے 5 سے 6 وزرا شامل کریں جنہیں مکمل اختیار ہو کہ وہ شہر کا نقشہ بدل دیں شہریوں کو پی پی کے قریب لائیں اور اپنے کام سے عام آدمی کو متاثر کریں ایسے شہری افسران جن سے ناراضگی کے سبب برسوں سے انہیں کھڈے لائن لگایا ہوا ہے عوامی فلاح کے منصوبوں پر تقرریاں کریں آپ کے غصہ کی وجہ سے ان کی صلاحتوں کو زنگ لگ رہا ہے کسی کو پیارا یا ناپسندیدہ نہ بنائیں ہر رشتہ صلاحیت اور کارکردگی سے مشروط ہو آپ میں خدا داد اہلیت موجود ہے جس کا اظہار دنیا نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے آپ نے وزیر خارجہ ہوتے ہوے ملک کا نام روشن کیا اور ضرور سوچیں اگر آج آپ خارجہ امور کے وزیر ہوتے تو ہر سو آپ کے ڈونگرے برس رہے ہوتے اور آپ کی اہلیت کی وجہ سے کسی کو یہ جرات نہ ہوتی کہ وہ وزارت عظمی' کے منصب تک پہنچنے سے روک پاتا۔

Over 185K Followers on social media now shining in print too

# چین کا نیشنل ڈے اور گولڈن ویک کے رنگ

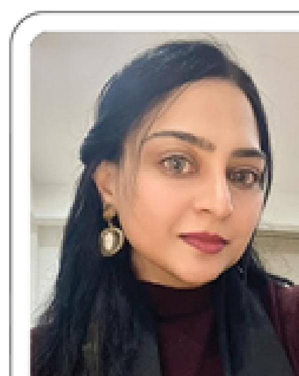

نئے جہاں کی تلاش

ارم زہرا (وینزو،چین)

ہوا میں چاندنی کی ایک نرم چادر تنی ہوئی تھی، جیسے کسی نے آسمان پر دودھ کی ہلکی سی نہر بہا دی ہو۔ میں بیجنگ کی ایک پرانی گلی سے گزرتی ہوء کسی انجانے سحر میں کھوگ ءتھی۔ ہوا میں مون کیکس کی خوشبو گھلی ہوئی تھی، جنھیں یہاں کے لوگ چاند کی مٹھاس اور اپنے دلوں کی نرمی سے جوڑتے ہیں۔ گلیوں کے دونوں کناروں پر رنگ برنگی لالٹینیں لٹک رہی تھیں، جیسے زمین نے آسمان کے ستارے اُتار کر اپنے آنگن میں سجا لیے ہوں۔

میرے قدم خود بخود ست ہونے لگے۔ ہر طرف ایک ایسا سکون تھا جس میں صدیوں پرانی روایتوں کی گونج سنائی دیتی تھی۔ ایک چھوٹا بچہ اپنی دادی کا ہاتھ پکڑے لالٹین کو آسمان کی طرف اُٹھا رہا تھا۔ دادی کی آنکھوں میں نمی اور مسکراہٹ دونوں ساتھ تھیں۔ میں نے پوچھا ''یہ کیا دعا مانگ رہا ہے؟'' وہ بولی، ''یہ چاند سے وعدہ کر رہا ہے کہ بڑا ہو کر بھی گھر لوٹنا نہیں بھولے گا۔''

یہ جملہ میرے دل میں اُتر گیا شاید اسی میں چائینہ مون فیسٹول کی اصل روح پوشیدہ تھی۔ یہ صرف چاند دیکھنے یا میٹھا کھانے کا تہوار نہیں، بلکہ اپنوں کو یاد کرنے، بچھڑوں کو پکارنے اور رشتوں کی گرہ مضبوط کرنے کا دن ہے۔ ہر سال مون فیسٹول کی تاریخ بدلتی رہتی ہے، لیکن نیشنل ڈے کی تاریخ ہمیشہ یکم اکتوبر ہے۔ لہٰذا کبھی یہ قریب آ جاتے ہیں، کبھی تھوڑا دور۔ جب یہ قریب آ جائیں، تو آٹھ دن کی گولڈن ویک چھٹی اور مون فیسٹول دونوں کا جشن مل کر بہت ہی شاندار اور پرمسرت تہوار منایا جاتا ہے۔

یکم اکتوبر کی صبح بیجنگ کے آسمان پر سورج نے جیسے سرخ چادر اوڑھ لی تھی۔ ہر طرف سرخ جھنڈے لہرا رہے تھے۔ وہی سرخی جو قربانی کی یاد بھی تھی اور ولولے کی علامت بھی۔ میں گھر کی کھڑکی سے باہر جھانک رہی تھی۔ سڑکوں پر بچوں کے قافلے ہاتھوں میں جھنڈیاں لیے گیت گاتے دکھائی دیئے۔ ان کے چہروں پر ایک ایسی معصوم روشنی تھی جیسے وہ کسی خواب کی تعبیر بن کر زمین پر اُتر آئے ہوں۔

میرے قدم خود بخود تیان آن مِن اسکوائر کی سمت بڑھنے لگے۔

راستے کے دونوں جانب سجاوٹ، جھنڈے، پھول اور لالٹینیں جیسے پورا شہر اپنے دل کی خوشی کو رنگوں میں بدل کر پیش کر رہا ہو۔ ہوا میں ایک جوش، ایک اجتماعی دھڑکن تھی۔ ہر گزرنے والا شخص سینہ تان کر چل رہا تھا، جیسے اس زمین نے ان کے قدموں کو فخر کے پتھروں پر جما دیا ہو۔

چینی سپاہیوں کا ایک دستہ نظم و ضبط کے ساتھ آگے بڑھ رہا تھا۔ ان کے قدموں کی آواز پتھروں سے ٹکرا کر ایک ایسی گونج پیدا کر رہی تھی جو تاریخ کے سینے سے آتی محسوس ہو رہی تھی۔ میں نے سوچا یہی وہ زمین ہے جس نے کبھی غلامی دیکھی، بربادی دیکھی، مگر جھکی نہیں۔ یہ دن صرف آزادی کا نہیں، خود اعتمادی کا دن ہے۔

اسی دوران میری نگاہ ایک دل کو چھو لینے والے منظر پر ٹھہر گئی۔

ایک چوراہے پر اسکول کے بچے صف میں کھڑے تھے۔ ہاتھوں میں چائے کے کپ۔ وہ آنے جانے والوں کو مسکرا کر چائے پیش کر رہے تھے۔ پاس ہی ان کے ساتھی بچوں کا ایک گروہ ہاتھوں میں جھاڑو لیے سڑک صاف کر رہا تھا۔ ان کے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں میں وہ جذبہ تھا جو بڑی قوموں کی پہچان بنتا ہے۔ میں نے غور کیا، پبلک کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہو، مگر نہ کوئی شور، نہ دھکم پیل، نہ کہیں کچرے کا نام و نشان۔

سڑکیں چمک رہی تھیں جیسے ابھی دھو کر رکھی گئی ہوں۔ سب لوگ اعتدال اور ترتیب کے ساتھ رواں دواں تھے۔ یہ منظر میری روح میں اتر گیا۔ میں نے سوچا یہی تربیت، یہی نظم و ضبط، دراصل نیشنل ڈے کی اصل روح ہے۔

ایک ادھیڑ عمر شخص میرے قریب کھڑے تھے۔

میں نے پوچھا، ''آپ کے لیے یہ دن کیا معنی رکھتا ہے؟''

وہ مسکرائے، ان کے چہرے پر جھریوں میں وقت کی کہانیاں چھپی تھیں۔

کہنے لگے، ''یہ دن ہمیں یاد دلاتا ہے کہ مٹی کبھی شکست نہیں کھاتی، جب تک انسان کا یقین زندہ ہو۔''

یہ جملہ میرے دل پر نقش ہو گیا۔ میں نے اپنے اردگرد دیکھا۔ بوڑھے، جوان، عورتیں، بچے سب کے ہاتھوں میں جھنڈے تھے، مگر دلوں میں ایمان کی لَو تھی۔

یہ قوم ایک ایسے سفر پر ہے جس کا آغاز 1949ء میں ہوا، جب ماوزے تنگ نے اس زمین کو ''عوامی جمہوریہ چین'' کا نام دیا۔ تب سے آج تک، چین نے اپنے زخموں کو مرہم میں بدل لیا ہے۔

رات کو بیجنگ کا آسمان آتش بازی سے جگمگا اُٹھا۔ سرخ، نیلے، سنہری رنگوں کی روشنیوں نے فضا کو خواب بنا دیا۔ میں نے محسوس کیا کہ آسمان بھی مسکرا رہا ہے۔ شاید وہ جانتا ہے کہ یہ قوم اپنی محنت سے روشنی کمانا جانتی ہے۔ دور سے ایک چینی نغمہ بلند ہوا

Wo ai ni,

## Over 185K Followers on social media now shining in print too

Zhongguo? میں تم سے محبت کرتی ہوں، اے چین!'' لوگوں نے ایک ساتھ جواب دیا، اور لمحہ بھر کو لگا کہ پوری فضا اس محبت کی بازگشت سے لبریز ہوگئی ہے۔

اس منظر میں میں نے محسوس کیا کہ قومیں صرف جغرافیہ سے نہیں بنتیں، بلکہ یادوں، قربانیوں، نظم، اور کردار سے بنتی ہیں۔ چائینہ نیشنل ڈے دراصل ایک اجتماعی عہد ہے کہ ماضی کی خاک سے اُٹھ کر، نئی صبح کی طرف بڑھنا ہے، اور دنیا کو دکھانا ہے کہ روشنی محض آتش بازی میں نہیں، عزم میں چھپی ہوتی ہے۔ بیجنگ کی رات ابھی خوابوں سے خالی نہ ہوئی تھی۔

نیشنل ڈے کی آتش بازی کے بعد بھی فضا میں ایک نرم سا ارتعاش باقی تھا۔ جیسے تاریخ خود ابھی تک بول رہی ہو۔ میں گھر کی بالکونی میں بیٹھی چائے کی چسکیاں لیتی فضا میں لہراتے جھنڈوں کو دیکھ رہی تھی۔

اچانک دل میں ایک سوال ابھرا'' یہ ملک، یہ قوم، یہ تہذیب، آخر کب اور کیسے جنم لیتی ہے؟''

یہ سوال مجھے صبح سورج کے ساتھ فوربڈن سٹی (Forbidden City) کے دروازے تک لے آیا۔ پتھروں پر صدیوں کے قدموں کے نشان تھے۔ ہر اینٹ جیسے کہہ رہی تھی کہ'' ہم نے وہ وقت بھی دیکھا جب سلطنتیں مٹی میں گھل گئیں، مگر یہ زمین باقی رہی۔''

یہی وہ لمحہ تھا جب میں نے محسوس کیا کہ چین محض ایک ملک نہیں یہ ایک تسلسل ہے، جو وقت کی لکیروں سے کہیں پہلے شروع ہوا۔

تقریباً چار ہزار سال پہلے، جب دنیا کے کئی خطے ابھی تحریر کے ہنر سے ناواقف تھے۔ چین نے شیا (Xia) سلطنت کی بنیاد پر پہلی منظم تہذیب قائم کی۔ پھر شانگ (Shang) دور آیا، جہاں کانسی کی مورتیوں اور تحریری تختیوں نے تاریخ کا پہلا چینی لفظ تراشا۔ ژو (Zhou) سلطنت نے نظم وقانون کے بیج بوئے، اور اسی دور میں کنفیوشس کی آواز اُبھری۔ ایک ایسی آواز جو صدیوں سے انسانیت کو توازن اور اخلاق کا سبق دیتی آرہی ہے۔

میں ایک پرانے چینی راہب کے ساتھ باتوں میں کھو گ ء جو ٹیمپل آف ہیون کے قریب بیٹھے تھے۔ انہوں نے بتایا،'' ہمارا ملک ایک دریا ہے، بیٹا، جس کا منبع وقت کے پہاڑوں میں ہے۔ ہر سلطنت ایک موج تھی آتی گئی، ملتی گئی، مگر دریا بہتا رہا۔''

میں نے اس کی بات پر نگاہ اُٹھائی تو محسوس کیا کہ شاید وہ ٹھیک کہہ رہا ہے۔ کیونکہ پھر Qin Shi Huang آیا 221 قبل مسیح میں وہ پہلا شخص جس نے مختلف ریاستوں کو ایک لڑی میں پر دیا اور لفظ ''چین'' (Qin) سے ہی'' چائنا'' بنا۔ اسی نے دیوارِ چین کی بنیاد رکھی، تاکہ اس سرزمین کو محفوظ رکھا جا سکے۔

میں نے اپنی آنکھوں کے سامنے اس عظیم دیوار کو دیکھا پہاڑوں کی چوٹیاں، سورج کی کرنیں، اور پتھروں میں چھپا ایک عزم۔ وہ دیوار بول رہی تھی ''یہ زمین جنگوں سے بنی ہے، مگر امن کے خوابوں سے چلتی ہے۔'' صدیوں بعد جب منگ، سونگ اور چنگ سلطنتوں نے اپنے رنگ بکھیرے، تو ہر دور نے چین کو نیا چہرہ دیا، مگر روح وہی رہی محنت، صبر، اور اجتماعیت کی روح اور آج کا چین، جس کا جشن کل میں نے نیشنل ڈے پر دیکھا، وہ انہی تہذیبی لہروں کا حاصل ہے۔ یہ قوم ماضی کے زخموں کو فخر کے تمغے میں بدل چکی ہے۔

رات کے آخری پہر جب میں نے چینی دیوار کی طرف دیکھا، تو لگا جیسے یہ دیوار وقت کے پار سے مجھے دیکھ کر مسکرا رہی ہو۔

میں نے دل ہی دل میں کہا ''چین، محض ایک ملک نہیں، انسان کی تاریخ کا وہ صفحہ ہے جہاں محنت نے مٹی سے معجزہ تراشا ہے۔''

چین میں ہر سال نیشنل ڈے یعنی یکم اکتوبر کے موقع پر پورا ملک جشن میں غرق ہو جاتا ہے۔ یہ دن صرف ایک عام تعطیل نہیں بلکہ قوم کی ایک نئی شروعات کی یادگار ہے۔ چین میں ''گولڈن ویک'' (Golden Week) کے نام سے مشہور یہ موقع آٹھ دن کی سرکاری چھٹی کے ساتھ آتا ہے، جس دوران کاروبار بند رہتے ہیں، شہر رنگ و روشنی سے جگمگا اٹھتے ہیں، اور لوگ اپنی فیملی یا سفر کی منصوبہ بندی کرتے ہیں۔

اس کے علاوہ چین میں سال بھر تقریباً 11 سرکاری تعطیلات ہوتی ہیں، جن میں چینی نئے سال (Spring Festival)، چائینہ مون فیسٹول، اور لیبر ڈے شامل ہیں۔

اس سال، ہم نے فیصلہ کیا کہ اس آٹھ دن کی چھٹی کو کسی منفرد اور یادگار انداز میں گزاریں، اور شنگھائی کا رخ کیا۔

جہاز کی کھڑکی سے شہر کے روشن ٹاورز اور دریا کے کنارے روشنیوں کی جھلک دیکھ کر دل خوشی سے بھر گیا۔ شنگھائی کی سڑکیں پہلے ہی رنگ برنگی جھنڈوں اور آتش بازی کے انتظار میں سجائی گئی تھیں، اور ہر چوراہے پر بچوں کے چھوٹے چھوٹے ہاتھ چائے کے کپ تھامے، خوشی بانٹ رہے تھے۔ یہ منظر ہمارے دل میں ایک عجیب سکون اور حیرت کے ساتھ اُتر گیا۔ اتنا نظم وضبط، اتنی صفائی، اور اتنی خوشی کے بیچ بھی کوئی ہنگامہ یا گندگی نہیں۔ پبلک کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہو، سڑکیں چمکتی تھیں، اور سب کچھ اعتدال کے ساتھ رواں دواں تھا۔

شنگھائی کی رات بھی روشنیوں میں نہائی ہوئی تھی۔ دریا کے پار سے آتی ہوا میں نمکین نمی کے ساتھ کسی گزرے لمحے کی خوشبو تھی۔

میں محوِ خیال تھی۔ تھی کہ کتنا عجیب ہوتا ہے جب انسان کا جسم ایک ملک میں ہو اور دل دوسری دھرتی کے گیت سن رہا ہو۔

چائے کے ایک کپ سے بھاپ اُٹھ رہی تھی وہی چائے، جس کی خوشبو نے مجھے لمحہ بھر کو اپنے وطن کی یاد دلا دی۔ کراچی کی شامیں، لاہور کے بازار، سب جیسے ایک پل کے لیے شنگھائی کے کنارے میرے قریب آ بیٹھے۔ میں نے سوچا، شاید سفر کا اصل مفہوم یہی ہے۔ خود کو کھونا، تاکہ خود کو پانے کا نیا راستہ کھل جائے۔

شنگھاء میں گزرا ہر دن، ہر لمحہ، مجھے اس قوم کی یکجہتی اور نظم کی داستان سناتا رہا۔ میں نے دیکھا کہ یہاں کے لوگ وقت کے ساتھ چلتے ہیں، مگر اپنے بڑوں کے احترام سے پیچھے نہیں ہٹتے۔ ان کے چہروں پر مسکراہٹیں، ان کی نظریں نرمی سے بھری۔ ایسا لگتا تھا جیسے پوری قوم خاموشی سے ایک ہی بات دہراتی ہو ''ترقی شور سے نہیں، شعور سے آتی ہے۔''

ایک دن میں شیان (an'Xi) کے پرانے بازار میں گئی۔

ایک چھوٹا بچہ میری طرف دوڑا آیا اور انگریزی میں ٹوٹی پھوٹی آواز میں بولا،

''Welcome to China!''?

میں مسکرا دی۔ شاید اس کے لہجے کی معصومیت میں وہی خلوص تھا جو میرے ملک کے بچوں کی آنکھوں میں دکھائی دیتا ہے۔ دل نے کہا ہم سب مختلف ضرور ہیں، مگر احساس ایک سا ہے۔ کبھی کبھی میں نے محسوس کیا کہ چین کی عورتیں بھی میرے جیسی ہیں کام کرتی ہیں، ہنستی ہیں، مگر ان کے کندھوں پر بھی وہی ذمہ داریاں ہیں جو میرے دیس کی عورت کے ہیں۔ ان کی آنکھوں میں خواب بھی ہیں اور ان خوابوں کے گرد حقیقت کی دیواریں بھی۔ لیکن وہ دیواریں رکاوٹ نہیں، حفاظت ہیں۔

ایک شام جب سورج ڈوب رہا تھا، میں نے دریا کے کنارے بیٹھ کر اپنی ڈائری کھولی۔ میں نے لکھا ''چین ایک آئینہ ہے جہاں میں نے اپنے اندر کے صبر، سکون اور خاموش طاقت کو دیکھا۔ یہ سفر سرحدوں کا نہیں، احساسات کا تھا۔''

واپسی سے ایک رات قبل، میں نے آسمان کی طرف دیکھا۔

وہی چاند، جو میں نے چائینہ مون فیسٹول پر دیکھا تھا، آج میرے الوداعی لمحوں کا گواہ تھا۔ میرے لبوں پر بے اختیار ایک دُعا آئی کہ جس طرح چین نے اپنے ماضی کو تھام کر ترقی کی راہ لی، کاش میرا وطن بھی اسی یقین، اسی نظم، اور اسی خاموش روشنی سے جگمگا اٹھے۔

Over 185K Followers on social media now shining in print too

# موسمِ خزاں میں کنیکٹیکٹ سے ماؤنٹ واشنگٹن تک کا ایک سفر۔۔۔

جہانِ امریکا

حمیرا گُل تشنہ

بہت سحر انگیز صبح تھی۔ چھٹی کا دن بھی تھا اور جب میں نے اپنی کار کا رخ کنیکٹیکٹ کے پُر امن مضافات سے شمال کی طرف کیا، ہوا میں ایک عجیب سی شفافیت تھی۔ سورج کی کرنیں چہرے کو چھو رہی تھیں مگر ان میں گرمی کی بجائے ایک ملائم ٹھنڈک تھی، جیسے خزاں نے اپنی آمد کا اعلان کر دیا ہو۔ بنا کسی پلاننگ کے میرے سفر کا ہدف "ماونٹ واشنگٹن" تھا۔ وہ عظیم الشان پہاڑ جو نیو ہیمپشائر کے دل میں خزاں کے رنگوں کا سب سے شاہکار نظارہ پیش کرتا ہے۔

کنیکٹیکٹ کے جنگلات ابھی تک ہرے بھرے تھے، مگر ان میں کہیں کہیں زرد اور نارنجی کے دھبے نمودار ہو رہے تھے، جیسے کوئی مصور اپنے کینوس پر پہلے ہلکے ہلکے رنگ بکھیر رہا ہو۔ میں نے شہر کی مصروفیات کو پیچھے چھوڑتے ہوئے I-91 نارتھ پر اپنا سفر جاری رکھا۔ ہر میل کے ساتھ فطرت کا رنگ بدل رہا تھا، اور میں جیسے کسی جادوئی دنیا میں داخل ہو رہی تھی۔

جب ورمانٹ کی سرحد پر پہنچی، تو حقیقی جادو شروع ہوا۔ یہاں تو گویا خزاں نے زمین کو کینوس سمجھ کر اپنے سارے رنگ پھینک دیئے تھے۔ میپل کے درخت شعلے بن کر جل رہے تھے، اور ایلم کے درخت سونے کے ڈھیروں میں تبدیل ہو چکے تھے۔ ہوا میں تیرتے ہوئے پتے جب گاڑی کے شیشوں سے ٹکراتے، تو محسوس ہوتا جیسے فطرت خود آنے والے مسافروں کا استقبال کر رہی ہو۔

راستے میں ایک جگہ چھوٹے سے فارم ہاوس کے قریب کار روکی۔ وہاں ایک بوڑھا کسان اپنے باغ میں کھڑا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا: "یہ رنگ کیسے اتنے شاندار ہیں اس سال؟" اس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا: "یہ درخت اپنی آخری خوشی منا رہے ہیں۔ یہ جانتے ہیں کہ سردی آنے والی ہے، تو اپنی پوری جان ڈال کر رنگ بکھیر رہے ہیں۔" اتنے فلسفی جواب کی مجھے توقع نہیں تھی، لیکن اس جواب نے لطف دیا اور آگے کا سفر شروع کیا۔

نیو ہیمپشائر میں داخل ہوتے ہی منظر تیزی سے تبدیل ہوا۔ وائٹ ماؤنٹینز کی بلند چوٹیاں دور سے دکھائی دے رہی تھیں، جن پر برف کی سفیدی خزاں کے رنگوں کے ساتھ مل کر ایک عجیب و غریب contrast بنا رہی تھی۔ یہاں کا ہر پہاڑ، ہر وادی، ہر جنگل ایک نئی کہانی سناتا محسوس ہوتا۔

کانکامیگس ہائی وے پر سفر شروع کرتے ہوئے میں نے محسوس کیا جیسے کسی خواب کی سلطنت میں داخل ہو رہی ہوں۔ 34 میل کا یہ سڑک خزاں کے رنگوں کا ایک زندہ میوزیم لگی۔ ہر موڑ پر ایک نیا نظارہ، ہر ڈھلان پر ایک نیا منظر۔ یہاں کے میپل درخت سرخ ہو کر ایسے لگ رہے تھے جیسے پہاڑوں نے لال ریشمی شال اوڑھ رکھی ہو۔

ایک جگہ میں نے کار روکی اور ایک چھوٹی سی

ندی کے کنارے بیٹھ گئی۔ پانی میں گرتے ہوئے پتے کشتیاں چلا رہے تھے، اور سورج کی کرنیں پانی کی سطح سے ٹکرا کر ہزاروں چھوٹے چھوٹے ہیرے بکھیر رہی تھیں۔ جنھیں دیکھ کر ایسا لگا کہ فطرت کے یہ شاہکار نظارے دیکھنے کے لیے صرف آنکھیں ہی کافی نہیں، بلکہ دل کی بھی ضرورت ہے۔

رکتے رکاتے اور چلتے چلاتے آخرکار ہماری گاڑی ماونٹ واشنگٹن کی بنیاد پر پہنچی۔ کوگ ریلوے میں بیٹھ کر چوٹی کی طرف چڑھتے ہوئے میں نے محسوس کیا جیسے میں رنگوں کے سمندر میں تیر رہی ہوں۔ نیچے وادی میں درختوں کے رنگ ایسے لگ رہے تھے جیسے کسی نے زمین پر رنگوں کی چادر بچھا دی ہو۔

چوٹی پر پہنچ کر تو کچھ لمحوں کے لیے مبہوت ہو گئی۔ I felt mesmerized and hypnotized at the same time سامنے سے گزرتے ہوئے بادل نیچے پھیلے ہوئے خزاں کے رنگوں کا یہ نظارہ دیکھ کر ایسا لگا جیسے، کسی نے حقیقی جنت کے دروازے کھول دیئے ہوں۔ ہر طرف سرخ، نارنجی، زرد، اور بھورے رنگوں کا ایک ایسا امتزاج تھا جسے بیان کرنا الفاظ کے بس کی بات نہیں۔

واپسی پر، جب میں ڈوبتے سورج کی تصاویر لے رہی تھی ایک بوڑھے شخص سے ملاقات ہوئی جو ہر سال ہی یہاں آیا کرتا تھا۔ اس نے بتایا: "میں پچھلے پندرہ برسوں سے یہاں آ رہا ہوں، مگر ہر سال یہ رنگ نیا لگتا ہے۔ یہ درخت ہمیں سکھاتے ہیں کہ زندگی کے آخری لمحات بھی خوبصورت ہو سکتے ہیں اگر ہم انہیں رنگوں سے بھر دیں۔" اتنی گہری بات سن کر خوشی ہوئی۔

واپسی کا سفر قدرے خاموشی سے گزرا۔ دل و دماغ میں وہ تمام نظارے محفوظ ہو چکے تھے۔ میں سوچ رہی تھی کہ خزاں درحقیقت موت کا استعارہ نہیں، بلکہ زندگی کے حسین اختتام کی علامت ہے۔ یہ درخت اپنی موت کو اتنا خوبصورت بنا کر دکھاتے ہیں کہ آپ موت سے ڈرنا بھول جاتے ہیں۔

کنیکٹیکٹ سے ماونٹ واشنگٹن تک کا یہ سفر محض ایک سفر نہیں، بلکہ ایک روحانی سفر تھا۔ اس سفر نے سکھایا کہ زندگی میں تبدیلی خواہ کتنی ہی پُرانی کیوں نہ ہو، اگر ہم اسے قبول کر لیں تو وہ خوبصورت بھی ہو سکتی ہے۔

خزاں کے یہ رنگ درحقیقت فطرت کا وہ فلسفہ ہیں جو ہمیں سکھاتے ہیں کہ زندگی کے ہر موسم کو بہت ہی خوبصورتی سے گزارنا چاہیے۔ یہ سفر ہمیشہ یادوں میں زندہ رہے گا۔ آج اپنے گھر واپس پہنچتے ہوئے میرے پاس صرف تصویریں ہی نہیں، بلکہ ایک نیا فلسفہ زندگی بھی ہے- جو ماونٹ واشنگٹن کے خزاں کے رنگوں نے عطا کیا ہے۔

کنزیومرواچ رپورٹ

# ملٹی نیشنل کمپنیوں کا پاکستان سے انخلا
# اسباب، رجحانات اور مضمرات

گزشتہ چند برسوں میں پاکستان کی معیشت متعدد چیلنجز سے دوچار رہی ہے، جن میں غیر مستحکم زرِمبادلہ، بلند مہنگائی، بڑھتے ہوئے ٹیکسز اور سست معاشی سرگرمیاں شامل ہیں۔ ایسے ماحول میں کئی عالمی ملٹی نیشنل کمپنیاں (MNCs) پاکستان میں اپنی پیداوار اور براہِ راست تجارتی سرگرمیاں ختم کرنے یا محدود کرنے کے فیصلے کر چکی ہیں۔ حال ہی میں پروکٹر اینڈ گیمبل (P&G) نے پاکستان میں اپنی پیداوار بند کرنے اور ''تھرڈ پارٹی ڈسٹری بیوشن ماڈل'' پر منتقل ہونے کا اعلان کیا۔ اس سے قبل ایلی لِلی، شیل، مائیکروسافٹ، اوبر اور یاماہا جیسی بڑی کمپنیاں بھی ملک سے اپنا کاروبار سمیٹ چکی ہیں۔ یہ سوال اہم ہے کہ آیا یہ رجحان پاکستان کے معاشی ماحول کے غیر موزوں ہونے کی علامت ہے یا یہ صرف ان کمپنیوں کی عالمی سطح پر اسٹریٹجک تبدیلیوں کا حصہ ہے؟ اس مضمون میں ہم ماہرین کی آراء اور حقائق کی روشنی میں اس پہلو کا جائزہ لیتے ہیں۔

### کمپنیوں کے انخلا کے عمومی اسباب

**1۔ عالمی ری اسٹرکچرنگ کی پالیسیاں**

معروف صحافی خرم حسین کے مطابق، بیشتر کمپنیوں کے انخلا کا تعلق براہِ راست پاکستان سے نہیں بلکہ ان کی عالمی ری اسٹرکچرنگ پالیسیوں سے ہے۔ مثال کے طور پر شیل نے پاکستان ہی نہیں بلکہ میکسیکو اور انڈونیشیا سمیت کئی ممالک میں ریٹیل فیول بزنس سے انخلا کیا، تاکہ زیادہ منافع والے شعبوں جیسے ایل این جی پر توجہ دی جاسکے۔ اس طرح یہ کہا جاسکتا ہے کہ بعض اوقات انخلا صرف مقامی معیشت کا عکس نہیں ہوتا بلکہ عالمی حکمت عملی کا حصہ ہوتا ہے۔

**2۔ قیمتوں اور ریگولیٹری مسائل**

پاکستان بزنس کونسل کے سی ای او احسان ملک کے مطابق، دواسازی کے شعبے میں ایم این سیز کے انخلا کی ایک بڑی وجہ قیمتوں میں تبدیلی کی منظوری میں تاخیر اور مقامی کمپنیوں کی ناقص پالیسی ہے۔ اس کے علاوہ دانشورانہ املاک کے حقوق (Intellectual Property Rights) کے کمزور نفاذ نے بھی کمپنیوں کے لیے مشکلات پیدا کیں۔

**3۔ مقامی مسابقت اور غیر رسمی شعبے کی وسعت**

پاکستان میں مقامی کمپنیوں کی بڑھتی ہوئی مسابقت، وسیع غیر رسمی شعبہ اور کم منافع کے امکانات ملٹی نیشنل کمپنیوں کے لیے ایک چیلنج ہیں۔ غیر رسمی شعبہ جہاں ٹیکس نیٹ سے باہر رہتا ہے، وہاں ایم این سیز کے لیے باضابطہ طریقہ؟ کار اپنانا مہنگا اور غیر منافع بخش ثابت ہوتا ہے۔

**4۔ معاشی غیر یقینی اور کمزور کرنسی**

پاکستانی روپیہ گزشتہ برسوں میں شدید دباؤ کا شکار رہا ہے۔ کرنسی کی مسلسل گراوٹ سے نہ صرف پیداواری لاگت میں اضافہ ہوا بلکہ منافع کو بیرون ملک منتقل کرنا بھی مشکل ہو گیا۔ بلند شرح سود اور مہنگائی نے بھی کاروباری ماحول کو غیر موزوں بنایا۔

**5۔ سکیورٹی اور پالیسی عدم تسلسل**

اگرچہ اب حالات پہلے سے بہتر ہیں، لیکن سکیورٹی کے خدشات اور حکومتی پالیسیوں میں بار بار تبدیلیاں بھی سرمایہ کاروں کے اعتماد کو متاثر کرتی ہیں۔

### انخلا کا مطلب ہمیشہ مصنوعات کی بندش نہیں

احسان ملک کے مطابق، ملٹی نیشنل کمپنیوں کا انخلا ہمیشہ یہ نہیں ہوتا کہ ان کی مصنوعات ملک میں دستیاب نہیں ہوں گی۔ بلکہ زیادہ تر صورتوں میں کمپنیاں اپنی مصنوعات کو مقامی ڈسٹری بیوٹرز کے ذریعے بیچنے کا فیصلہ کرتی ہیں۔ مثال کے طور پر پی اینڈ جی نے پاکستان میں براہِ راست پیداوار بند ضرور کی، لیکن اس کے برانڈز اب بھی تھرڈ پارٹی ڈسٹری بیوشن کے ذریعے صارفین تک پہنچتے رہیں گے۔

### اسٹریٹجک تبدیلیاں اور ریجنل حب ماڈل

اے کے ڈی سیکیورٹیز کے ڈائریکٹر ریسرچ اولیس اشرف کے مطابق، کئی ایم این سیز اب ہر ملک میں پیداواری سہولت قائم رکھنے کے بجائے ''ریجنل حب'' ماڈل کی طرف جا رہی ہیں۔ اس ماڈل میں ایک بڑے خطے کے لیے مرکزی پیداواری مرکز بنایا جاتا ہے، جہاں سے مختلف ممالک کو مصنوعات فراہم کی جاتی ہیں۔ اس سے نہ صرف لاگت کم ہوتی ہے بلکہ اکانومیز آف اسکیل کا بھی فائدہ ملتا ہے۔

مزید یہ کہ مقامی ڈسٹری بیوٹرز اور ٹیکنالوجی کے فروغ نے بھی کمپنیوں کو یہ سہولت دی ہے کہ وہ پاکستان میں براہِ راست موجودگی کے بغیر اپنی مصنوعات فروخت کر سکیں۔

### پاکستان کے لیے اس رجحان کے مضمرات

**1۔ سرمایہ کاری کے مواقع میں کمی**

براہِ راست پیداوار اور فیکٹریز بند ہونے سے روزگار کے مواقع اور براہِ راست غیر ملکی سرمایہ کاری (FDI) متاثر ہوتی ہے۔ یہ معیشت کے لیے منفی اشارہ ہے۔

**2۔ مقامی صنعت کے لیے چیلنج اور موقع**

اگرچہ ایم این سیز کے جانے سے ایک خلا پیدا ہوتا ہے، لیکن یہ مقامی صنعت کے لیے ایک موقع بھی بن سکتا ہے کہ وہ اپنی پیداوار اور برانڈز کو زیادہ بہتر طریقے سے صارفین کے سامنے لائیں۔

**3۔ صارفین کے لیے قیمتوں اور کوالٹی پر اثر**

ملٹی نیشنل کمپنیوں کے انخلا کے بعد اگر ڈسٹری بیوٹر ماڈل کے ذریعے مصنوعات فراہم کی جائیں تو ان کی قیمتیں بلند ہو سکتی ہیں، کیونکہ مقامی سطح پر پیداوار نہ ہونے سے درآمدی لاگت بڑھ جاتی ہے۔ دوسری جانب، مقامی کمپنیاں اس خلا کو پُر کرنے کی کوشش کریں گی، مگر صارفین کو معیار کے فرق کا سامنا ہو سکتا ہے۔

### پاکستان کو کیا کرنا ہوگا؟

**1۔ پالیسی تسلسل اور سرمایہ کار دوست ماحول**

پاکستان کے لیے ضروری ہے کہ وہ پالیسیوں میں تسلسل لائے اور سرمایہ کار دوست ماحول پیدا کرے تاکہ ایم این سیز طویل مدت تک سرمایہ کاری کرنے پر آمادہ ہوں۔

**2۔ ریگولیٹری فریم ورک میں اصلاحات**

خاص طور پر دواسازی اور دیگر حساس شعبوں میں ریگولیٹری تاخیر اور پالیسی کی پیچیدگیوں کو کم کرنا ہوگا تاکہ کمپنیاں اپنے کاروباری فیصلوں میں اعتماد محسوس کریں۔

**3۔ مقامی صنعت کی صلاحیت بڑھانا**

مقامی صنعت کو چاہیے کہ وہ تحقیق، جدت اور عالمی معیار کی مصنوعات تیار کرنے پر توجہ دے تاکہ وہ ایم این سیز کے چھوڑے ہوئے خلا کو پر کر سکیں۔

**4۔ ٹیکنالوجی اور ہنرمند افرادی قوت**

پاکستان کو اپنی ورک فورس کو زیادہ ہنرمند بنانے اور ٹیکنالوجی کو اپنانے کی ضرورت ہے تاکہ وہ عالمی کمپنیوں کے ساتھ مسابقت کر سکے۔

ملٹی نیشنل کمپنیوں کا پاکستان سے انخلا ایک پیچیدہ رجحان ہے جس کے پیچھے کئی اسباب ہیں۔ کچھ اسباب مقامی ہیں جیسے کمزور معیشت، ریگولیٹری چیلنجز اور غیر رسمی معیشت کا پھیلاؤ، جبکہ کچھ عالمی ہیں جیسے کمپنیوں کی ری اسٹرکچرنگ اور ریجنل حب ماڈل کی جانب منتقلی۔

اگرچہ یہ صورتحال معاشی لحاظ سے تشویش ناک ہے، لیکن یہ پاکستان کے لیے ایک موقع بھی ہے کہ وہ اپنی پالیسیوں کو بہتر کرے، مقامی صنعت کو مضبوط بنائے اور سرمایہ کاری کو پُرکشش بنانے کے اقدامات کرے۔ بصورت دیگر، ملٹی نیشنلز کے انخلا کا سلسلہ جاری رہ سکتا ہے، جو طویل مدتی طور پر معیشت کے لیے نقصان دہ ثابت ہوگا۔

کنزیومرواچ نیوز

# پاکستان اور دنیا بھر میں سونے کی بلند قیمتیں، کیا کمی ممکن ہے؟

دنیا بھر میں سونا ایک بار پھر تاریخی بلندیوں پر پہنچ چکا ہے۔ عالمی مارکیٹ میں سونے کی قیمتیں مسلسل بڑھ رہی ہیں، اور پاکستان میں تو فی تولہ نرخ عام آدمی کی پہنچ سے بہت دور ہو گئے ہیں۔ کبھی سونا زیور یا تحفظِ سرمایہ کے لیے عام چیز تھی، اب یہ صرف سرمایہ کاروں اور بڑے تاجروں کی دسترس میں ہے۔ سوال یہ ہے کہ سونا اتنا مہنگا کیوں ہوگیا ہے، اور کیا آنے والے مہینوں میں اس کی قیمت میں کمی ممکن ہے؟

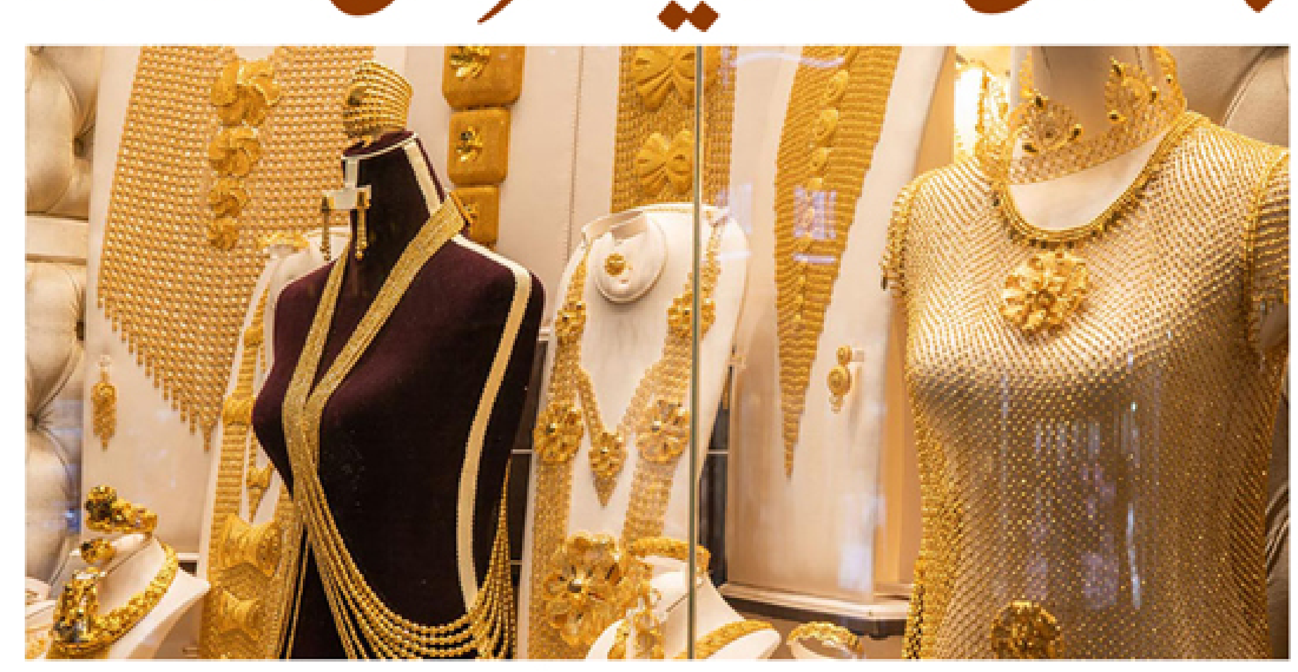

**عالمی مارکیٹ میں سونا کیوں بڑھا؟**

سونا ہمیشہ سے ''محفوظ سرمایہ'' سمجھا جاتا ہے۔ جب بھی دنیا کسی معاشی یا سیاسی غیر یقینی صورتحال سے دوچار ہوتی ہے، سرمایہ کار اپنی رقم اسٹاک مارکیٹ یا کرنسی سے نکال کر سونے میں لگا دیتے ہیں۔ گزشتہ چند برسوں میں کئی بڑے واقعات نے سونے کی قیمتوں کو اوپر کی طرف دھکیل دیا۔

**روس اور یوکرین کی جنگ**

2022 میں شروع ہونے والی یہ جنگ آج بھی عالمی معیشت پر اثر ڈال رہی ہے۔ توانائی کی قیمتوں میں اضافے اور تجارتی رکاوٹوں نے سرمایہ کاروں کو خوفزدہ کر دیا۔ نتیجتاً، سونا محفوظ پناہ گاہ بن گیا۔

**امریکا اور چین کے درمیان معاشی کشیدگی**

دنیا کی دو بڑی معیشتوں کے درمیان جاری تنازعات نے مارکیٹوں میں غیر یقینی پیدا کی۔ سرمایہ کاروں نے ڈالر یا اسٹاک کے بجائے سونا ترجیح دینا شروع کیا۔

**افراطِ زر اور شرحِ سود**

کورونا وبا کے بعد دنیا بھر میں افراطِ زر میں اضافہ ہوا۔ جب کرنسی کی قوتِ خرید کم ہوتی ہے تو لوگ سونا خرید کر اپنی دولت کو محفوظ رکھتے ہیں۔

**مرکزی بینکوں کی خریداری**

چین، روس، ترکی اور بھارت جیسے ممالک نے اپنے زرِ مبادلہ کے ذخائر میں سونا شامل کیا تاکہ ڈالر پر انحصار کم کیا جا سکے۔ اس بڑے پیمانے کی خریداری نے عالمی قیمتوں کو اوپر رکھا۔

**امریکی ڈالر کی کمزوری**

جب ڈالر کمزور ہوتا ہے، تو عالمی مارکیٹ میں سونا خود بخود مہنگا ہو جاتا ہے کیونکہ اس کی قیمت ڈالر میں مقرر ہوتی ہے۔

**پاکستان میں سونا کیوں ریکارڈ سطح پر پہنچا؟**

پاکستان میں سونا عالمی عوامل کے ساتھ ساتھ کئی اندرونی وجوہات کی بنا پر مہنگا ہے۔

**روپے کی قدر میں کمی**

ڈالر کے مقابلے میں پاکستانی روپے کی تیزی سے گرتی ہوئی قدر نے سونے کی قیمتوں کو آسمان پر پہنچا دیا۔ عالمی مارکیٹ میں اگر قیمت مستحکم بھی رہے تو روپے کی گراوٹ سے مقامی نرخ بڑھ جاتے ہیں۔

**درآمدی اخراجات**

پاکستان میں سونا زیادہ تر درآمد ہوتا ہے۔ درآمدی ٹیکس، کسٹم ڈیوٹی، اور بینکنگ مسائل نے سونے کے کاروبار کو مہنگا کر دیا ہے۔

**غیر یقینی معاشی حالات**

جب لوگوں کو ملکی معیشت پر اعتماد نہیں رہتا تو وہ اپنی رقم کو محفوظ رکھنے کے لیے سونا خریدتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ طلب بڑھنے سے قیمتوں میں مزید اضافہ ہوتا ہے۔

**اسمگلنگ اور غیر رسمی مارکیٹ**

ڈالر کی قلت کے باعث بہت سا سونا غیر رسمی چینلز سے آتا ہے، جس کی وجہ سے قیمتیں عالمی ریٹ سے زیادہ ہو جاتی ہیں۔

**عالمی رجحانات اور پیش گوئیاں**

2025 میں عالمی مارکیٹ میں سونے کی قیمت 2300 سے 2450 ڈالر فی اونس کے درمیان رہی ہے۔ ماہرین کے مطابق اگر امریکی فیڈرل ریزرو آئندہ مہینوں میں شرح سود میں کمی کرے اور افراطِ زر کم ہو تو سونے کی قیمت میں معمولی کمی ممکن ہے۔

البتہ طویل مدتی رجحان اب بھی مثبت ہے کیونکہ عالمی سیاست میں کشیدگی برقرار ہے، خاص طور پر مشرقِ وسطیٰ، یورپ اور ایشیا میں۔

**کیا سونے کی قیمتیں کم ہو سکتی ہیں؟**

یہ ممکن ضرور ہے، لیکن فوری طور پر ایسا ہوتا نظر نہیں آتا۔ اگر درج ذیل عوامل ایک ساتھ بہتر ہو جائیں تو قیمتیں کم ہو سکتی ہیں:

**عالمی معیشت میں استحکام**

اگر امریکا، یورپ اور چین کی معیشتیں مستحکم ہو جائیں تو سرمایہ کار دوبارہ سٹاک مارکیٹ کی طرف جائیں گے، جس سے سونے کی طلب گھٹے گی۔

**شرحِ سود میں اضافہ**

جب بینک زیادہ منافع دینے لگیں تو سرمایہ کار سونا بیچ کر سرمایہ بینکوں میں منتقل کرتے ہیں، جس سے قیمت کم ہوتی ہے۔

**ڈالر کی مضبوطی**

اگر امریکی ڈالر مضبوط ہو جائے تو سونا عالمی سطح پر مہنگا محسوس ہوتا ہے، جس سے طلب کم ہو جاتی ہے۔

**سیاسی استحکام**

دنیا بھر میں جنگوں اور تنازعات میں کمی آئے تو سونے کی طلب بھی کم ہو جاتی ہے۔

**پاکستان میں مستقبل کا منظر نامہ**

پاکستان میں سونے کی قیمت میں واضح کمی اُس وقت ممکن ہے جب

روپے کی قدر میں استحکام ہو،

افراطِ زر میں کمی آئے،

درآمدی پالیسی آسان ہو،

اور عوامی اعتماد بحال ہو۔

اگر حکومت آئی ایم ایف پروگرام کے تحت معاشی نظم و ضبط برقرار رکھ سکے، تو سونا اگلے چند مہینوں میں کسی حد تک سستا ہو سکتا ہے۔ تاہم، یہ کمی عارضی ہوگی کیونکہ عالمی مارکیٹ کا رجحان طویل مدت میں اب بھی مضبوط ہے۔

**سرمایہ کاروں اور عوام کے لیے مشورہ**

طویل مدتی سرمایہ کاری کے خواہشمند افراد کے لیے سونا اب بھی محفوظ آپشن ہے، خاص طور پر اگر وہ 3 سے 5 سال کے عرصے کے لیے سوچ رہے ہیں۔

مختصر مدتی خریداروں کو جلد بازی نہیں کرنی چاہیے۔ بہتر ہے کہ عالمی رجحان مستحکم ہونے کا انتظار کیا جائے۔

جیولری خریداروں کے لیے مشورہ ہے کہ وہ اضافی میکنگ چارجز والے زیورات سے فی الحال گریز کریں۔

سونے کی قیمتوں میں مسلسل اضافہ عالمی غیر یقینی حالات، مقامی کرنسی کی کمزوری اور افراطِ زر کا نتیجہ ہے۔

قیمتوں میں کمی ممکن ضرور ہے، لیکن اس کے لیے کئی معاشی اور سیاسی حالات کا بہتر ہونا ضروری ہے۔

فی الوقت سونا ایک محفوظ مگر مہنگی سرمایہ کاری ہے۔

چیف ایڈیٹر: شیخ راشد عالم

ایڈیٹر: نشید آفاقی


صارفین سے سرکار تک

# کنزیومر واچ

# CONSUMER WATCH PAKISTAN

Government of Pakistan office of the Press Registrar Islamabad Registration No.2793



H41، پی ای سی ایچ ایس، بلاک 2، کراچی فون نمبر: 021-34528802-3